www.novelsclubb.com
اور تبدیلی گلے پڑ گئی
NC arts
از قلم ہمایوں ایوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

اور تبدیلی گلے پڑ گئی

از قلم

ہمایوں ایوب

www.novelsclubb.com

انتساب:

ثمرہ بخاری

نبیہ نقوی

رخ چوہدری

کے نام!

www.novelsclubb.com

جن کی چھپی ڈائجسٹ میں کہانیوں سے متاثر ہو کر

ہم نے اس کہانی کو قلم بند کرنے کی ادنٰی سی کوشش کی ہے۔

چوتھی قسط:

رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی...

وہ بھی کسی شور پر...

مٹھی بیگانگی میں اٹھ کر بستر پر بیٹھتے، دروازے پہ کھڑی روحی کو دیکھنے لگی جو دروازے سے باہر جھانک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اے کیا ہوا؟" وہ سرگوشی میں پوچھنے لگی۔

"ششش!" روحی نے چپ رہنے کا اشارہ کیا تو مٹھی بھی بال سمیٹی دروازے پہ آ کھڑی ہوئی۔

باہر لاؤنج میں اسفندیار کھڑا تھا۔

مینو روئے جا رہی تھی۔

عبادا نہیں تھامے چپ کرانے کے جتن کر رہا تھا۔

"تمہیں معافی مانگنے کیلئے بھیجا تھا مگر تم تو سارا معاملہ ہی بگاڑ آئے... رشتہ ہی ختم کر آئے۔" وحید صاحب غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔

مٹھی سنتے ہی اچھل پڑی۔ "رشتہ ختم ہو گیا...؟" وہ روحی کے کان میں بڑبڑائی تو روحی نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اس کی مکمل توجہ باہر ہو رہے تماشے پر تھی۔

"ائے ہائے... اب کون کرے گا میری بیٹی سے شادی؟ لڑکے والوں نے تو انکار کر دیا۔" مینو کے بین جاری تھے۔

"ہو جائے گی آپ پریشان نہ ہوں۔" اسفند تسلی دے رہا تھا۔

"تمہیں اپنا غصہ کنٹرول میں رکھنا چاہئے تھا۔" وحید صاحب نے پھر اسفند کو

ڈانٹا۔

''بابا اچھا ہوا یہ رشتہ ختم ہونے جا رہا ہے... میری بہن کوئی بوجھ نہیں ہے... جو اٹھا کر ان بے قدروں کے حوالے کر دوں۔'' اسفند غصے سے پھنکارا ہی تھا۔

''خبردار جو ایسا کچھ بھی اول فول بکا ہے تو۔'' وحید صاحب نے جھڑکا۔ ''سارا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے، شام کو اور مہمانوں نے آنا ہے... پھر ہم سب کا سامنا کیسے کریں گے؟'' وحید صاحب مستقبل کا سوچ کر پریشان ہوئے۔

''رہنے دیں بابا... سب کو میں خود ہی سمجھا دوں گا۔'' اسفند تحمل سے بولا۔

''پر وہ کہہ کیا رہے تھے؟'' وحید صاحب کے پوچھنے پر اسفند تپ کر بولا۔

''کہہ رہے تھے... کہ وہ جو ہماری چار کنال پر کوٹھی بن رہی ہے ناں... اس کے کاغذ عبداللہ (دلہے) میاں کے نام ہوں گے تو ہی وہ مہندی میں آئیں گے۔''

یہ بات سنتے ہی سب ششدر رہ گئے کیونکہ اس گھر کی خبر تو بہت کم لوگوں کو تھی... پھر دلہے والوں کو یہ بات کس نے بتائی؟

"کیا؟" وحید صاحب بے یقینی سے بولے۔

"جی! اور بھی کچھ چیزوں کی ڈیمانڈ کر رہے تھے... آج ہم مجبور ہو جاتے ہیں ناں بابا... تو وہ ہمیشہ ہمیں دباتے رہیں گے، بلیک میل کرتے رہیں گے۔" اسفند نے کہا تو منھٹی نے سر ہلا کر اس کی بات کی تائید کی۔

"بالکل صحیح! دلہے والے نہ ہوئے بلیک میلر ہو گئے..." وہ بڑبڑائی۔

"پر پیٹ! لڑکی کی بارات نہ آئے تو لڑکی ساری زندگی گھر میں بیٹھی رہ جاتی ہے... آئے منھنجی معصوم دھی۔" مینو روئے جا رہی تھی۔

"آپ تو چپ کریں امی۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" عباد ان کے ہاتھ دباتے کہہ رہا تھا، جبکہ مینو کے عقب میں کھڑی امل ان کے شانے دبا رہی

تھی، ساتھ روئے بھی جارہی تھی۔ان کے ارد گرد وحید صاحب کے بھائی نوید اور نوید کے بڑے بیٹے جابر اور کچھ اور رشتے دار بھی موجود تھے۔بے بی اور دونوں بھابھیاں بھی لاؤنج میں کھڑی ان کو پریشانی سے دیکھ رہیں تھیں۔

"دلہے والے لگ ہی ڈرامے باز رہے تھے۔لالچی!" بجلی بولی تھی۔

صبح صبح ہی اسفند اپنی انا چھوڑ کر رات کے واقعے پر ان کو منانے گیا تھا مگر دلہے والے تو بجائے شرمندہ ہونے کے، اکڑ ہی گئے تھے۔بات بڑھ گئی تو اسفند غصے میں ان کو خوب کھری کھوٹی سنا کر واپس آ گیا تھا...اسی کے بعد گھر میں رولا پڑا ہے، اور سب کو پریشان دیکھ کر اسفند شرمندہ ہو رہا ہے۔

"آئی ایم سوری بابا... مگر میں یہ سب اور برداشت نہیں کر سکتا... آپ دیکھ لیں... ابھی سے ان کے یہ رویہ ہیں تو آگے چل کر وہ سجل اور ہمارے اپنے لئے کتنا سردرد بنیں گے۔" اسفند نے سمجھانے کی نیت سے کہا تو وحید صاحب نے اسے خفگی سے دیکھا اور اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے تسلی دینے لگے۔

"ان کو چار کنال کی کوٹھی چاہیئے ناں... دے دو ان کو... مگر میری بیٹی کو...۔" مینو کو اب بھی امید دکھائی دی تبھی جلدی سے بولی، مگر اسفند نے خبر دار کیا۔

"ایسی کوئی بات سوچیں بھی ناں مام!"

"لڑکی والوں کو بہت جگہ جھکنا پڑتا ہے سیفی پٹ!" مینو نے کہا مگر وحید صاحب نے ان دونوں کی تکرار میں خلل ڈالتے کہا۔

"اچھا بس کرو تم دونوں... میں کچھ سوچتا ہوں۔"

وحید صاحب نے کہا تو مینو واپس رونا شروع ہو گئی اور اسفند بے زار تاثرات سے سب مہمانوں کو دیکھنے لگا جو بھانت بھانت کی بولیاں بولنے میں مصروف تھے۔

☆...☆...☆

دھڑ دھڑ دھڑام کی آواز پر سب اپنے کمرے کے دروازوں پر کھڑے ہو کر

باہر جھانکنے لگے، یہ جاننے کیلئے کہ کیا ہوا۔

"اوہو شرما! کیا ہو گیا۔" عباد ایک طرف سے نکل کر پتا نہیں کس سے پوچھنے لگا تھا۔

"پانی ختم ہو گیا ہے... اس لئے ہر کمرے کے واشروم میں پانی بھر کر رکھ رہا ہے شرما، پتا نہیں کیسے پھسل کر گر گیا، بس وہی بالٹیاں الٹ گئیں... اور کیا ہوا۔" کبڑا خان اطمینان سے بتانے لگا۔

"اب پانی کیسے ختم ہو گیا؟" عباد کے پیشانی پر پریشانی کے بل نمودار ہوئے۔

"بس وہ موٹر خراب ہو گیا ہے... نیچے والی ٹینکی میں پانی ختم ہو گیا ہے... اور پیچھے سے پانی آ ہی نہیں رہا تو ٹینکی بھری ہی نہیں... تو اس لئے ہینڈ پمپ سے پانی بھر کر رکھ رہے ہیں۔ شرما چوٹ تو نہیں لگی۔" کبڑا خان، عباد کو بتاتے بتاتے، اچانک شرما سے پوچھنے لگا۔

”نہیں بس خیر ہے۔“شرمانے اٹھتے کہا جیسے منتظر تھا کہ کوئی پوچھے تو اس پہ احسان کرتے اٹھ کھڑا ہو۔

”یااللہ پہلے ہی اتنے مسائل کا انبار اور ایک نئے سیاپے کا اضافہ !“عباد بڑبڑایا اور موبائل نکال کر کوئی نمبر پش کر کے دو ٹینکر منگوانے لگا۔

کال کاٹتے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا جب اس نے مہمانوں کو دروازے پر کھڑے دیکھا۔اس کے دیکھنے پر سب اندر چھپ گئے۔

”ایک تو یہ لوگ...جب کچھ ہو...تماشہ دیکھنے کیلئے نکل کر آجاتے ہیں۔“

عباد جل بھن کر بڑبڑاتا نیچے اترنے لگا۔

☆...☆...☆

بہت ساری چیخ پکار میں کبڑا خان بالٹیاں بھر وا کر واشروم میں رکھوا رہا تھا۔

صبح صبح ہی اصغری کا کچھ نہ کچھ لینے کے بہانے دروازے پہ آدھمکنا، پھر رات

کودیر سے اسفند کے آنے پر الگ تماشہ ہونے سے لڑکیوں کی نیند اچھی خاصی خراب ہوچکی تھی،اس لئے مٹھی موڈ خراب کئے آدھی جاگی آدھی سوئی بستر پر بیٹھی اونگھ رہی تھی جب بے بی نہا کر واشروم سے نکلی تو مٹھی سے مخاطب ہوئی۔

"آدھی بالٹی میں پانی رکھا ہے،جا کر نہالو!" بے بی نے بال پونچھتے کہا۔

"آدھی بالٹی سے میرا کیا ہوگا...؟" مٹھی بسوری۔

"سب آدھی تھوڑی بالٹی کے پانی سے نہا کر جا چکی ہیں...اس لئے جیسے تیسے گزارا کرو..." بے بی نے گھورا،پھر شرما کا احساس کرتے بولی۔"شرما بھی اب بے چارا کتنا پانی بھرے؟" بے بی اب آئینے میں دیکھ کر بولی۔"انسان کو ہر حال میں رہنے کی عادت ہونی چاہئے...کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر انسان کو اس کی من چاہی چیزیں ملیں...بہت دفعہ قسمت بہت تھوڑے سے نوازتی ہے جس پہ گزارا کرلینے میں ہی سمجھداری ہوتی ہے۔" بے بی نے سمجھایا تو وہ موڈ بگڑاتی باتھ روم میں گھسنے کیلئے اٹھنے لگی۔

”بے بی! میرا تھوڑا سا میک اپ ہی کر دو۔“ اصغری آج کی حاضری لگوانے کیلئے پہنچی تو چاہ کر بھی بے بی، اصغری کو انکار نہ کر پائی۔

☆...☆...☆

”ماما... ناشتہ...؟“

امل اوپر سے چیخ رہی تھی۔

”Your ماما اپنے Room میں Crying کا شوق complete کر رہی ہے۔“

امل نے ناسمجھی سے بجلی کو دیکھا جو نیچے کھڑی، اوپر امل کو دیکھتے یہ کہہ رہی تھی جو امل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کیا ہے کہ subtitles نیچے نہیں لکھے آ رہے تھے ناں!

امل پہلے ہی گھر کے عجیب سے ماحول سے پریشان تھی کہ اب بجلی کی باتیں

اسے مزید تپانے لگی۔ بنا کچھ کہے امل چل دی تو بجلی نے منہ بنایا۔

"اس girl کو جب look کرو (دیکھو) تو اس کا face لٹکا یا ہوا ہوتا ہے۔

"

زیرِ لب بڑبڑاتی ہوئی اس نے سامنے کمرے میں دیکھا جہاں سب مہمان بے زار سے بیٹھے دکھائی دیئے۔ سب ناشتے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناچار آج پھر ناشتے کے انتظام کی ذمہ داری بے بی نے خود ہی اٹھائی اور ابھی وہ اور روحی کچن میں چائے بنانے آئی تو فرج کو لاک لگا ہوا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں، تبھی عباد آتا دکھائی دیا۔ ان دونوں کو کچن میں دیکھ ادھر ہی چلا آیا تھا۔

"وہ اصل میں اصغری چاچی بار بار دودھ کا جگ بھر بھر کر جا رہی تھی، اس لئے لاک لگا دیا۔" وہ شرمندگی سے بولا تو بے بی نے مسکرا کر کہا۔

"آئی انڈر اسٹینڈ!" وہ چائے والے برتن میں دودھ ڈالتے بولی۔

"پر اس کا بچہ دکھائی تو نہیں دیتا جو اتنا دودھ پی جاتا ہے۔"

وہ اب چمچہ چلاتے بولی تو روحی نے کپ اٹھا کر ٹرے پہ سجانے شروع کئے۔

"پر آپ کو کس نے کہا کہ وہ بچے کیلئے دودھ لیکر جاتی ہیں؟" عباد نے پوچھا تو روحی بڑبڑانے لگی۔

"بچہ ہوگا... تبھی تو دودھ لے کر جاتی ہے۔"

"ارے کوئی بچہ وچہ نہیں ہے... سارا دودھ خود پی جاتی ہے۔" عباد کے انکشاف پر روحی نے چونک کر اسے دیکھا تھا، جبکہ عباد، اس کے چونک کر بوکھلانے پر حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔

"پر وہ تو کہہ رہی تھی کہ بچہ ہے۔" روحی نے سر کھجاتے کہا۔

"ہاں وہ ہمیشہ ہی ایسے ہلکے پھلکے جھوٹ بولتی رہتی ہے۔" بے بی نے کہا۔

www.novelsclubb.com

”اللہ اتنی بڑی عورت ہو کر ہم چھوٹوں سے جھوٹ بولتی ہے۔“روحی کو صحیح معنوں میں صدمے نے آگھیرا۔

”جب وہ چھوٹی تھی،تب بھی ایسے ہی جھوٹ بولتی تھی۔“بے بی نے اطمینان سے ایک نیا حقائق بتایا تو روحی کی عجیب سی شکل بنانے پر عبادرخ موڑ کر مسکرانے لگا تھا۔

☆...☆...☆

مینو صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔

وحید صاحب بھی صبح کی چپکلش کے بعد سے گھر میں دکھائی نہ دیئے تھے۔

مہمانوں کی طرح طرح کی باتیں سننے کو مل رہی تھیں۔

عجب تماشہ لگا ہوا تھا۔کسی کی کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔

اسی طرح مٹھی بھی یہاں وہاں بولائی بولائی پھر رہی تھی جب کسی عورت

نے اسے آواز دی۔

”اے لڑکی!“ اس نے مڑ کر اس طرف دیکھا۔ اصغری خالہ نے اسے بلایا تھا۔اس نے منہ بنایا۔اصغری خالہ اتنی دیر میں اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔

”سنو! یہ لو!“

”آج یہ لینے کے بجائے کچھ دے رہی ہے؟“ اس نے سوچا اور اصغری خالہ کے ہاتھ دیکھے...وہاں پیمپر تھا۔گندہ...!غلیظ...!اس نے ناک کراہت سے بند کی۔

”یہ کیا ہے؟“ مٹھی کی طرف سے سوال آیا۔

”اندھی ہو؟“ اصغری خالہ کا سوال پہ سوال آیا۔

”میں کیا کروں گی اس کا؟“

”کھاؤ گی اور کیا کرو گی۔“ اصغری خالہ نے اس کے سوالات سے تنگ آ کر کہا

تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی جیسے واقعی اسے کھانے کو کہا گیا ہو۔

نیچے سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے عباد نے دیکھا، مٹھی گھبرا کر پیچھے ہوئی اور پیچھے سے آتی شانزے سے اچانک ٹکرا گئی۔ شانزے اپنی دھن میں چلی آ رہی تھی اور ایسے میں ان کا ٹکرانا تو بنتا تھا۔ عباد دونوں کو ٹکراتا دیکھ کر بڑبڑایا۔

"دنیا کی ساری لڑکیاں ہی ایسی ہوتی ہیں یا ہمارے خاندان میں یہ اسپیشل پیدا کی گئیں ہیں۔" وہ منہ بناتا ان کی طرف آنے لگا۔

"او سوری! تمہیں لگی تو نہیں۔" شانزے فوراً سنبھل کر پوچھنے لگی۔

"نہیں۔" مٹھی منہ کے بل نیچے گری تھی، اٹھ کر اپنا ناک سہلاتے ہوئے اتنا ہی بول سکی... حالانکہ اسے بہت بری چوٹ لگی تھی، تبھی اس کے ناک سے خون نکلتا دیکھ شانزے چیخنے لگی۔

"خون خون خون۔"

وہ گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی، تو مٹھی حیران سی اسے دیکھنے لگی... عباد گھبرا کر اس کی طرف آتے آتے یکدم رکا۔

اسفند، مٹھی کے سامنے ٹشو بڑھاتا بولا۔ "آپ یہ ٹشو لیں اور میرے کمرے میں چلیں۔" واقعی اس نے پوچھا نہیں تھا... بتایا تھا... اب وہ اس کا بازو تھامتا مٹھی کو کمرے میں لے گیا، تو اصغری کے ہاتھ سے پیمپر گر کر زمین بوس ہوا ... جبکہ ایک طرف کھڑا عباد ششدر اسفند یار کو دیکھتا رہ گیا۔

☆...☆...☆

...اور ششدر صرف عباد نہیں رہ گیا تھا بلکہ عباد کے پیچھے کھڑی بجلی بھی رہ گئی تھی۔

بجلی نے جب بھی اسفند کو دیکھا تھا... اس کو بس چیختے چلاتے ہی پایا تھا۔

پر یہ کیسا معجزہ تھا کہ اب وہ نہ چیخ رہا تھا نہ چلا رہا تھا۔ بلکہ اتنے خیال سے اس

نے ٹشو اسے تھمایا اور اتنی بے تکلفی سے اس لڑکی کا بازو تھام کر... کیسے مان سے اندر لے گیا۔ اُس کمرے میں جہاں اس نے بھی کبھی قدم رکھنے کا نہ سوچا تھا۔

”جنید کو تو ہاتھ سے جانے دیا تھا... مگر اسفند کو نہیں جانے دوں گی۔“ بجلی نے آنکھیں گھمائیں، اور مینو کے کمرے کی طرف بڑھی۔

☆...☆...☆

کمرے کی فضاء میں لوینڈر کی خوشبو رچی بسی معلوم ہوتی تھی۔ مینو کا کمرہ بھی انہی کی طرح بڑا ماڈرن اور پرُ وقار تھا۔ کھلا کھلا... کشادہ کمرہ... جس میں سفید ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ خوش رنگ پھولوں والا بیش قیمتی قالین فرش پر بچھا تھا۔ ایک طرف پلنگ پڑا تھا جس پر سفید براق ریشمی جھالر والا بیڈ کوور پڑا تھا۔ اس کے قریب نیلی ویلوٹ کا جدید طرز کا صوفہ پڑا تھا۔ ایک کونے میں درمیانے سائز کی سنگار میز... دیدہ زیب فانوس لٹکے ہوئے تھے۔ ایسے لگتا تھا روشنی ڈائریکٹ نہیں آرہی بلکہ دیواروں سے چھن چھن کر آرہی ہے۔

اسی روشنی کے نیچے مینو بوتھا سجائے بیٹھی تھی، جب بجلی چنگاریاں چھوڑتے ہوئے کمرے میں آئی۔

"مینو تم نے قریشیز کو کیوں invite کیا تھا...؟"

"بجلی... میں پہلے ہی پریشان ہوں... مجھے مزید پریشان نہ کرو ادھر ادھر کی باتیں پوچھ کر..."

"you don't know... پر تمہاری ساری worries کا reason صرف وہ بے بی ہے۔ تم جانتی ہو ناں کتنی چالاک ہیں۔ کام کے بہانے سارے گھر پہ Capture (قبضہ) کر لیں گی، پھر بیٹھی رہنا اپنے دینو کاکا کے ساتھ... باہر دروازے پر... Four پائی لگا کر..." بجلی نے لتاڑا۔

"اللہ نہ کرے۔" مینو دہل کر بولی۔ "شکل اچھی نہ ہو تو کم از کم بات تو منہ سے اچھی نکال لیا کرو۔" مینو نے ناراضگی سے کہا۔

”ارے دیکھ نہیں رہی...؟کیسے تمہارےSonsاس کے Front Back(آگے پیچھے)گھوم رہے ہیں...قریشیز کیDaughters(بیٹیاں) بھی کیسے کھی کھی کھی کھی کھی کر رہیں ہیں...اور وہ خود بھی پورے گھر میں Patrollingکرتی(دندناتی)پھر رہیں ہیں۔سارے مہمانوں سے Meet Up(مل)بھی رہیں ہیں۔Welcomeبھی کئے جا رہیں ہیں...اور تمہارے رشتہ دار تو بے بی بے بی...بے بی بے بی...کئے جا رہے ہیں جیسے بے بی نہ ہوئی...Queen Elizabethہو گئی۔“بجلی جلی۔”اور تمہاری وہ Spoon(چمچی)حمیدہ...خالدہ کو اپنے گھر لے گئی ہے۔دیکھنا...اپنے Handsomeبیٹے جابر کیلئے ضرور اس کی بیٹیBorrow(مانگ)کر لے گی اور تم ہاتھMixکرتی رہ جاؤ گی۔دیکھنا...جابرHandسےSlipہو جائے گا۔سجل کیلئے باہر سے جو رشتہFindکیا ہے ناں...اس سے بھیteach(سیکھا)نہیں کیا کہ پھر امل کیلئے خاندان میں کون سا چھا رشتہleft(چھوٹ)ہو

جائے گا۔‘‘ بجلی اپنی باتوں کی بجلیاں مینو کے اوپر گرائے جا رہی تھی۔ مینو جو پہلے ہی پریشان تھی، ان باتوں پر وہ اور تیزی سے ہاتھ ملتی کبھی اِدھر کبھی اُدھر دیکھتی کرنٹ کھا رہی تھی۔

’’نہیں... ایسا کچھ نہیں ہے... بے بی لوگ ایسے نہیں ہیں۔‘‘ مینو کمزور سی آواز میں بول رہی تھی۔

’’تم نہیں جانتیں... یہ لوگ Sweet Knives (میٹھی چھریاں) ہیں... Love کرتے کرتے... نا جانے کب hand میں چھری پکڑ کر گردن cut کر دیتی ہیں... پتا بھی نہیں چلتا۔‘‘ وہ اس کے سامنے کھڑی Vamp نظر آ رہی تھی۔

’’نہیں نہیں...‘‘ مینو بے چارگی سے ہاتھ ملتی اسے دیکھ رہی تھی۔

’’یہ جو تمہارے face پہ دو دو eyes لگی ہوئی ہیں ناں... اس کو open کرو اور watch کرو... جو بہت years پہلے بے بی نہ کر سکی تھی

ناں... وہ اب اپنی daughters کے زریعے کر رہی ہے، وہ بھی تمہاری nose کے down۔ اور تم یہاں tears بہا رہی ہو۔" بجلی نے پھلجڑی چھوڑی، جو مینو کو سلگا گئی۔

"میں ایسے بے خبر نہیں بیٹھ سکتی۔" مینو نے اٹھنے کے بعد عزم کے ساتھ کہا تھا۔

☆...☆...☆

امل کا موڈ سخت خراب تھا، اس لئے وہ گھر کا بائیکاٹ کر کے اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی، بے بی نے سجل کیلئے ناشتہ تیار کیا اور کسی کو نہ پا کر وہ خود ہی ناشتہ اوپر دینے آگئی تھی۔ دری ساتھ تھی۔ چند منٹ کی بات چیت کے بعد بے بی کو کمرے سے جانا پڑا کہ سب مہمانوں کا ناشتہ بھی دیکھنا تھا۔ دری کو بٹھا دیا تھا کہ سجل کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اسے کہہ دے۔ ہاں یہ ہدایت بھی تھی کہ ضرورت سن کر بس نیچے آئے... بے بی وہ ضرورت خود پورا کرے گی۔ سجل بے بی کے بتانے

کے انداز پہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ وہ ذرا نہ بدلی تھی۔ ویسی ہی تھی جیسے دو سال پہلے تھی۔

بے بی کے جانے کے بعد دری بستر پر بیٹھی بے مقصد لکیریں بنا رہی تھی کہ اسے پتا ہی نہیں تھا کہ وہ سجل سے کیا بات کرے۔ کہاں سے کیا شروع کرے۔ اسی لئے سجل ہی وقفے وقفے سے سوال کر رہی تھی، اور وہ مختصر سے جواب دے رہی تھی۔ ناشتے کے بعد سجل نے ہاتھ صاف کرنے کیلیئے ٹشو مانگے تو دری نے خود ہی ڈریسنگ ٹیبل سے ڈبہ اٹھا کر سجل کو دیا۔

''تم ٹھیک کام کر تو لیتی ہو...'' سجل کہتے مسکرائی۔ ''تو چلو...اب یہ ٹرے اٹھا کر لیکر جا کر دکھاؤ!''

دری نا سمجھی سے دیکھتی رہی۔ سجل سنجیدہ تھی یا مذاق کر رہی تھی؟

''چلو اٹھاؤ!'' سجل نے اسے ہمت دلانی چاہی، مگر وہ گھبرائی۔

www.novelsclubb.com

”واقعی اٹھالوں؟“ وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔”اور اگر مجھ سے برتن گر گئے تو...؟“

”تو میں اپنے سر الزام لے لوں گی۔“

اس کے ہمت دلانے پر دری نے سنبھل کر برتن اٹھائے اور دروازے کی طرف مڑی مگر کمرے کا دروازہ کھول کر آتے وجود سے جا ٹکرائی اور برتن دھڑا دھڑ نیچے گرے۔

”او دیکھ کر بھائی...ایسی ٹکریں تو جنگلی بکرا بھی نہیں مارتا۔“

حاشر نے شوخی سے کہا تو دری منہ چھپا کر یہاں سے بھاگی۔

اس کے جاتے ہی سجل نے گھورا۔”...کم از کم اسے جنگلی بکرا تو نہ کہتے۔“

”کیسی ہے ہماری دلہن...؟“ وہ شوخی سے کمرے میں داخل ہوتے بولا تھا۔

”بہت خوش...بہت مزے میں۔“ سجل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔”...

اور ہمیشہ خوش رہوں گی۔"

حاشر نے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے کہا۔" ابھی سے اتنے بڑے دعوے نہیں کرنے چاہئے۔" اس کی بات پہ سجل نے صرف مسکرا کر اسے دیکھا۔ کہا کچھ نہیں۔

"ناٹک کیوں کر رہی ہو؟" وہ ناٹک لفظ پہ زور دیتے بولا تو سجل نے کہا۔

"میں ناٹک کہاں کر رہی ہوں... ؟ میں تو واقعی خوش ہوں۔" وہ خود بھی یہ طے نہیں کر پا رہی تھی، کہ وہ واقعی ناٹک کر رہی ہے یا واقعی خوش ہے۔

"جو خوش ہوتے ہیں وہ خوش نظر آتے ہیں... خوش ہونے کی ایکٹنگ نہیں کرتے۔" حاشر نے کہا تو سجل گنگ رہ گئی...، موضوع بدلنے کیلئے بولی۔

"اوہو... تم بھی پتا نہیں کون سی باتوں میں لگا دیتے ہو۔" موضوع بدلنے پر حاشر نے سکوت اختیار کر لیا۔" میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ یہ جابر بھائی کا

کون سا سین ہے؟"

"کون سا سین؟" حاشر نے چونک کر پوچھا۔ اسے اس بابت بالکل بھی کوئی اندازہ نہ تھا۔

"شانزے بتا رہی تھی کہ جابر بھائی اپنی کسی خاص دوست کو ملوانے کیلئے لا رہے ہیں مہندی پر!"

"میرے ناک کے نیچے یہ سب کیسے ہو رہا ہے؟" حاشر نے انگلیاں چٹختے ہوئے کہا۔ "...اور اس شانزے کی بچی کو میں ذرا بتاتا ہوں۔" وہ شانزے کی خبر لینے کیلئے مڑ ہی رہا تھا کہ سجل نے عقب سے کہا۔

"اچھا سنو...! وہ میری جو فرینڈز ہیں ناں طوبیٰ اور ایمن... اسپیشلی تمہارا ڈانس دیکھنے کیلئے آ رہی ہیں۔ تو اچھا سا ڈانس کرنا... وہی گانا... تیرے واسطے فلک سے میں چاند لاؤں گا۔"

"خدا کو مانو! میں حاشر نوید قریشی ہوں... کوئی وکی کوشل نہیں۔" حاشر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"اچھا ذرا یہ برتن تو اٹھا لو!" سجل نے پچکارتے کہا۔

"اسی جنگلی بکرے سے کہو... اٹھالے۔" وہ دانت نکالتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆...☆...☆

خاصی الجھی الجھی سی مینو جب نیچے ہال میں آئی تو حد سے زیادہ ڈپریس تھی۔ رہ رہ کر اسے بجلی کے پُرنفرت جملوں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی اور وہ سخت اضطراب کے عالم میں دونوں ہاتھوں کو مسلتی جا رہی تھی۔ دماغ کی شریانیں تھیں کہ... شدید ڈپریشن کے باعث پھٹنے کو تیار تھیں تب ہی بے بی کی آواز پر اس نے ڈرائنگ روم میں دیکھا۔

گول دائرے میں کھڑے اس کے ملازم، بڑے مؤدبانہ انداز میں بے بی کی کوئی بات سن رہے تھے۔ یقیناً وہ ایک بار پھر ان سب کو کچھ نہ کچھ سمجھا رہی تھی...

وہ ہوتی کون ہے میرے نوکروں کو سمجھانے والی...؟

مینو کا غصہ سوا نیزے پر آ پہنچا اور وہ دندناتی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ بجلی بھی فاصلے سے یہ تماشہ دیکھنے کیلئے بے قرار نظر آنے لگی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" مینو کی آواز میں ایک غرور سا محسوس ہوتا تھا۔

"ادی! وہ مہمانوں کیلئے جو انتظام کرنا ہے... وہی سمجھا رہی تھی بے بی بی..." ابھی کبڑا خان ٹھہرے ہوئے انداز میں بتا ہی رہا تھا کہ مینو طنطنا کر بات کاٹتے بولی۔

"مجھے کوئی بتائے گا کہ اس گھر کی مالکن کون ہے؟"

اس کی بات پر سب نوکروں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ مینو

بہت غصے میں تھی۔ بے بی کو اس کا اندازہ چبھا مگر وہ خاموش ہی رہی۔

”آپ ہو ادی!“ بنے میاں نے بتایا تو مینو غرور سے سر اٹھا کر بولی۔

”تو گھر کی مالکن ہونے کی وجہ سے تم سب صرف میری بات سنو گے اور سمجھو گے... نہ کے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کی... کیوں کہ یہ گھر میرا ہے... اور گھر کا نظام کیسے چلنا ہے... یہ بھی طے کرنے والی میں ہوں!“ مینو بنا کسی لگی پلٹی کے بولے جا رہی تھی... یہ محسوس کئے بغیر کے اس کا ایک ایک جملہ بے بی کے دل پر چابک کی طرح لگ رہا تھا۔ سب نوکر بے بی کے چہرے پہ آتے جاتے الگ الگ رنگ دیکھ کر سر جھکا رہے تھے۔ ”اب جاؤ اور اپنے اپنے کاموں کو لگو!“ مینو نے ڈانٹا تو وہ سب بغلیں جھانکتے ہوئے ادھر ادھر غائب ہوئے۔

مینو بے بی کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئی یہ دیکھے بغیر کی بے بی کا پورا وجود پتھر کا بن گیا تھا۔ اس پتھر کی آنکھ سے ایک آنسو نکل آیا تھا، تبھی بجلی ساڑھی کا پلو لہراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور ہاتھ میں پکڑا ٹشو کا ڈبہ

بے بی کی طرف بڑھاتے بولی۔

"Today... میں تمہیں ایک Gift دینے کیلئے آئی ہوں۔ یہ لو...tissue paper! تمہارے work آئیں گے... اپنے tears پونچھنے کیلئے..." بے بی نے جب ڈبہ ہاتھ میں نہ لیا تو خود ہی دو ٹشو نکال کر وہ بے بی کا آنسو صاف کرتے بولی۔ "اچھا gift ہے ناں... دکھ میں together رہنے والا... اس لئے کہتے ہیں gift ایسا دو جو work آ جائے۔"

بے بی جھٹکے سے اس سے دور ہوتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تو بجلی کے چہرے پہ مکار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ آج کے دن کی شروعات کم از کم بہت اچھی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

اس کا موڈ سخت آف تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے میں تینوں بے وقوف لڑکیاں منہ پھلا کر یہاں وہاں بیٹھی دکھائیں دیں۔ بے بی نے ان کو نظر

انداز کیا اور آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ کیچر کھولا تو آبشار کی طرح بال کاندھے سے نیچے کمر تک آ کر گرے۔ بے مقصد ہی بال بنانے لگی۔

"بے بی!" عقب سے دری نے اکتا کر بے بی کو آواز دی، تو بے بی کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے تھے۔

"کیا ہے...؟"

"اتنے دن ہو گئے... چیز نہیں کھائی۔" مٹھی نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"ہاں ناں بے بی... جس دن سے یہاں آئے ہیں، اس دن سے کچھ نہیں کھایا..."

www.novelsclubb.com

"ادھر آ کر تو لگ رہا ہے... مٹیاری نہیں... آڈیالہ کی جیل میں آ گئے ہیں۔"

مٹھی کے بعد روحی نے منمناتے کہا، تو بے بی نے آئینے سے چہرہ ہٹا کر، اکتائے ہوئے انداز میں ان کو دیکھا... جنہوں نے اتنا سا منہ بنایا ہوا تھا۔ وہ واقعی اس ماحول

میں ابھی تک خود کو ایڈجسٹ نہیں کر پائیں تھیں...

"اچھا اچھا۔ فرجاد کو کہتی ہوں پیٹرول پمپ والی شاپ تک لے جائے۔"

بے بی کے کہتے ہی وہ تینوں خوشی سے اٹھتی عجیب انداز میں ایک دوسرے کو سراہنے لگیں جیسے پتا نہیں یہ بات منوا کر انہوں نے کتنا بڑا میدان مار لیا ہو۔

... مگر یہ بات تو بس بے بی ہی محسوس کر سکتی تھی کہ اسے بھی فی الحال اس گھر سے دور رہنا چاہیے...

کچھ دیر کے ذہنی سکون کیلئے...

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

کئی دنوں سے سجل پریشان سی تھی اور پریشانی بھی کوئی ایسی ویسی نہ تھی... خود اس کی پوری زندگی کا سوال تھا۔ اس کے مستقبل کا سوال تھا۔ وہ دوراہے پر کھڑی تھی مگر کوئی راستہ بھی سجھائی نہ دے رہا تھا۔ سارا دن سوچوں کی

نذر ہوتا... اس کے باوجود اس اہم مسئلے کا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آتا۔

ماں باپ نے کب اس کا رشتہ طے کر دیا، کب اس کی شادی کی تیاریاں مکمل ہو گئی، اسے بالکل بھی اندازہ نہ ہوا۔ اس نے اپنے ماں باپ کے فیصلے پر رضامندی ظاہر کی... اس میں بھلے خوشی نہ تھی مگر تسلی ضرور تھی کہ یہ فیصلہ غلط نہ ہو گا...

مگر ابھی جو حالات ہیں... اس نے اسے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا ایک سنہری موقع دیا تھا مگر کیا پاکستانی معاشرے میں ایک لڑکی کو فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا موقع دیا جاتا ہے؟

یقیناً نہیں!

یہی 'نہیں' اسے کچھ بھی کہنے سے روک رہا ہے۔

ایک بڑی رکاوٹ یہ پستی کا شکار معاشرہ ہے... جو 'لوگ کیا کہیں گے' کی بندوق پر دھمکا کر خود ایک لڑکی کو اپنے اوپر ہر ظلم کرنے پر آمادہ کرتا ہے...

www.novelsclubb.com

اور سجل بھی عام سی لڑکی تھی...

بلکہ وہ تو اسپیشل لڑکی تھی جس کے پاؤں کا مسئلہ تھا...

چھوٹا نقص ضرور تھا مگر 'تھا'...

اور یہ لوگوں کو اتنا بڑا نظر آتا تھا کہ اس کی صحیح سلامت آنکھیں، اس کی ستواں ناک، گلاب پنکھڑی ہونٹ، اٹھی ہوئی ٹھوڑی، نرم گال، سفید جلد، صراحی گردن، اٹھلاتے بازو اور ہاتھ... کمر جیسے اسی کے بل پہ ندی مڑا کرتی ہو... جیسی خوبیاں اس نقص کے پیچھے چھپ جاتی تھیں۔

بچپن سے ہی اسے اس چیز کا احساس دلایا گیا کہ وہ عام نہیں...

وہ عام لڑکیوں کی طرح چل نہیں سکتی!

لڑکیوں کے مسلسل مذاق اڑانے کی وجہ سے وہ جلد ہی تعلیم چھوڑ کر گھر بیٹھ گئی تھی۔ وحید صاحب کو اس کے مستقبل کی فکر تھی، اس لئے انہوں نے پرائیوٹ

ٹیوٹر کے زریعے سجل کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا،اور وہ دل مار مار کر پڑھتی رہی۔ایسا نہیں کہ وہ دنیا و جہاں کی ستائی ہوئی تھی...اپنے بہن بھائیوں کی لاڈلی بہن تھی،کزن کی فیورٹ...مگر اپنے اوپر چبھتی لوگوں کی ہمدردی والی نظریں اسے احساسِ کمتری میں مبتلا کئے رکھتی تھیں۔اس لئے بھی وہ لوگوں میں گھلنا ملنا پسند نہ کرتی تھی۔

اپنی ماں کو ہمیشہ اپنے لئے پریشان دیکھا تھا۔

وقت یہ آگیا تھا کہ ماں کو اس پریشانی سے چھٹکارا مل جانے کی خوشی میں اس نے اس رشتے کیلئے سرِ تسلیم خم ضرور کیا...مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ اس پریشانی کا اختتام نہیں...بلکہ یہ تو شروعات ہے اس مصیبت کی جو شیر کی طرح منہ کھولے اس کے سامنے ناچ رہی تھی...اور وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی...

سوائے اس کے کہ وہ کبوتر کی طرح بس آنکھیں موند کر دل کو تسلی دے کہ سامنے کوئی بلی شلی نہیں...

شاید اس سے مصیبت ٹل جائے!

یقیناً معجزے بھی ہوتے ہیں...اسے معجزوں پہ کامل یقین تھا۔

☆...☆...☆

بے بی، بالوں میں سرخ پھول لگائے، بلیک سوٹ پر رنگ برنگی دوپٹہ پہنے باہر کے گیٹ کے ساتھ کھڑی تھی کہ عبادایک دم سے اندر داخل ہوااور اسے دیکھ کر چونکا۔

"آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں...؟ کوئی کام تھا...؟" وہ پوچھنے لگا۔

"ہاں وہ میں فرجاد کو دیکھ رہی تھی۔" بے بی بولی تو وہ حیرانی سے مڑ کر سامنے والی دیوار کو دیکھنے لگا۔

"آپ کو یہاں سے باہر، اوطاق میں بیٹھا ہوا فرجاد دکھائی دے رہا ہے...؟ یہاں سے...؟" وہ حیران سا پوچھ بیٹھا۔

پہلے تو بے بی کو اس کی بات سمجھ نہ آئی... پھر کچھ سمجھ کر ہنس پڑی۔ "ارے نہیں... میں کسی لڑکے کو دیکھ رہی تھی... کہ وہ فرجاد کو بلا کر لائے۔" بے بی نے وضاحت دی پھر بڑبڑائی۔ "لگتا ہے پورا قریشی خاندان ہی بے وقوفوں سے بھرا ہوا ہے۔" وہ عباد کو دیکھ کر مسکرائی۔ "... پر یہاں کوئی دکھائی ہی نہیں دے رہا۔"

وہ جوان کی بڑبڑاہٹ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، ان کی بات پر بولا۔ "میں ہوں ناں...۔" وہ کہتے کہتے گڑبڑایا اور سنبھلتے سنبھلتے بولا۔ "... مجھے بتائیں کوئی کام ہے...؟"

"ہاں یہاں کوئی شاپ وغیرہ ہے؟ بچیوں کو چیزیں خریدنی ہیں۔" بے بی بولی تھی۔

"اچھا چیزیں... میں لا دیتا ہوں... یہی تو ہے دکان۔" عباد نے کہا تو بے بی سمجھانے کیلئے بولی۔

"ارے نہیں... ! لانا نہیں ہیں... وہ خود لیں گی اپنی پسند سے۔"

''اچھا اچھا... ! یہیں سامنے دکان ہیں۔ آپ بلا لیں بچیوں کو... میں لے کر جاتا ہوں۔'' عباد نے کہا تو بے بی نے اسے دیکھا۔ شکل تھوڑی بگڑی تھی۔

''عباد ! تم فرجاد کو ہی بلا لو... ہم خود ہی چلے جائیں گے گاڑی میں... راستے میں پیٹرول پمپ تھا... وہی سے لینی ہے چیز !'' بے بی نے ذرا رعب سے کہا، تو عباد سمجھا۔

''او سوری !'' وہ جیب سے گاڑی کی چابی نکالنے لگا۔ ''آپ بچیوں کو بلا لیں میں ان کو گاڑی میں لے چلتا ہوں۔'' عباد کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ بے بی نے موبائل میں نمبر ملا کر کسی سے بات کی۔ تب تک عباد گاڑی اسٹارٹ کر کے آہستہ آہستہ گیٹ کی طرف بڑھا، تبھی وہ بچیاں آتی دکھائی دیں۔ ان کو دیکھ کر عباد کا موڈ ایک دم خراب ہوا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کوئی چھوٹی بچیاں ہوں گی پر یہ... یہ تین بے وقوف لڑکیاں؟ وہ کڑوا منہ کر کے ان کو دیکھنے لگا۔

بے بی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھی تو عباد جھجک کر دروازے

سے لگ گیا اور وہ تینوں لڑکیاں بھاگتی گاڑی میں گھسیں اور کھڑکی والی سیٹ کیلئے لڑنے لگیں۔

"میں بیٹھوں گی کھڑکی کی طرف۔" روحی باہر کھڑی چلا رہی تھی۔ "اتر فوراً" خود سے چھوٹی دری سے کہا۔

"کیا مٹھی آتے وقت بھی تم بیٹھ گئی تھی کھڑکی میں...اب مجھے بیٹھانا ہے۔
"

عباد rear view mirror سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہا تھا۔

بے بی بار بار انہیں اشارہ کر رہی تھیں کہ بیٹھ جاؤ چپ کر کے مگر وہ لڑنے میں مگن تھیں۔ باہر کھڑی روحی کبھی دروازہ بجاتی، کبھی کھولنے کی کوشش کرتی۔ دری نے لاک لگا دیا تو وہ مڑ کر دوسری طرف آئی۔ مٹھی نے بھی دروازہ لاک کر دیا۔ وہ زور زور سے شیشہ بجاتی... کبھی دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی۔ عباد کو اپنی کروڑ کی گاڑی کو کوٹنا بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ جز بز سا ان کو لڑتے ہوئے دیکھ

رہا تھا۔تب تپ کر بے بی دروازہ کھول کر باہر نکلی اور ایک تھپڑ روحی کی سر پہ مارتی غصے سے غرائی۔"چلو آگے بیٹھو!"

وہ کہتی اسے دھکیلتی۔فرنٹ سیٹ پہ پٹختی زور سے دروازہ بند کرتی پیچھے کی طرف آئی اور بولی۔"دروازہ کھولو۔"اب دری کی شامت آئی تو وہ دروازہ کھول کر کھسکنے لگی۔"باہر نکلو!"بے بی نے ڈانٹا تو وہ سہم کر باہر نکلی۔اب بے بی اندر بیٹھی اور پھر دری کو گھورتی بولی۔"آؤ مر واندر آکر۔"وہ دبک کر اندر بیٹھ گئی۔

"مل گئیں سب کو کھڑکیاں اب چلیں؟"وہ ان دونوں کے بیچ بیٹھی،تینوں کو گھورتی دانت پیستے پوچھنے لگی۔

ساری واردات کے بعد عباد نے گئیر لگایا اور گاڑی آگے بڑھا گیا۔

☆...☆...☆

کسے دا یار نہ وچھڑے

کسے دا یار نہ وچھڑے

دانش گاتے گاتے ٹیبل بجا رہا تھا۔ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا حاشر اسے ناگواری سے گھور رہا تھا۔

''ابے! ابھی ملن ہوا نہیں اور تو بچھڑنے کے گانے گانے بیٹھ گیا ہے۔'' حاشر نے اکتا کر کہا اور بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔ تکیے کو گود میں سیٹ کرتے بولا۔ ''یار کوئی ایسا پلان بتاؤ جو میں اس سے اظہار محبت کر سکوں... اور جو یونیک اور منفرد ہو۔'' حاشر نے اپنے کزن کم دوست زیادہ دانش سے پوچھا۔

''ایسا کر... ریاض ملک سے ہیلی کاپٹر ادھار مانگ... اس پر چڑھ کر... پھول گرا کر... چاندنی فلم کے رشی کپور کی طرح محبت کا اظہار کر ڈال... یونیک اور منفرد!'' دانی نے اعلی مشورے سے نوازہ۔

''ابے گدھے! اس کے بعد کا سین یاد نہیں...؟ رشی کپور ہیلی کاپٹر سے گر کر اپنی ٹانگیں اور چاندنی گنوا بیٹھتا ہے... اس اظہارِ محبت کے بعد!'' حاشر نے گھورا

www.novelsclubb.com

تو دانش سر کھجانے لگا۔

”ویسے ریاض ملک کون ہے؟“ حاشر نے پوچھا۔

”ارے وہی بحریہ ٹاؤن کا مالک بزنس مین! اور کون؟“

”ابے وہ ملک ریاض ہے... ریاض ملک نہیں!“ حاشر نے تصحیح کی۔

”نام کے آگے کاسٹ لگانے کا بھی اپنا سوئیگ ہے۔“ دانش نے کہا۔

”میرا چاچا ماما لگتا ہے ناں جو مجھے اظہارِ محبت کرنے کیلئے اپنا کروڑوں کا ہیلی کوپٹر دے گا۔“ حاشر نے لتاڑا تو دانی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ ”کچھ اور سوچو...! اور...!“ حاشر نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

”اوپر چھت پر پھول موم بتیاں غبارے سجا کر... چھوٹی سی ٹیبل پر کیک رکھ کر ہیرے کی انگوٹھی پہنا کر اظہار کر دے۔“ دانی نے دوسرا مشورہ دیا۔

”چھت پر؟“ اس نے پوچھا۔

"ہاں!" دانی بولا۔

"ابے گدھے! چھت کیا ہر جگہ تو مہمان بھرے ہوئے ہیں۔" حاشر نے ڈانٹا۔ "اور... پھر انگوٹھی کہاں سے لاؤں گا؟" اس نے منہ بسورا۔

"یار اظہارِ محبت کیلئے ہیرے کی انگوٹھی ہونا ضروری نہیں... کروڑوں کمانے والا فواد خان بھی ماہرہ خان کو ایک ایڈ میں منرل واٹر کا ڈھکن انگوٹھی کے طور پر پہنا دیتا ہے، تم بھی پہنا دینا۔" دانش نے ہاتھ جھاڑتے کہا۔

"تم خود جا کر پہنا اپنی محبوبہ کو... ایسے فضول مشورے اپنے پاس رکھو۔" حاشر دھاڑا تو دانش اپنے کان لپیٹ کر باہر کی طرف بھاگا۔ "تمہیں تو کوئی آئیڈیا پسند ہی نہیں آرہا... تو بیٹھے رہو، میں جا رہا ہوں۔" دانش باہر نکلنے لگا۔

"سن؟" حاشر نے آواز دی تو مڑ کر دانش دیکھنے لگا۔

"آئیس کریم لے کر آ!" حاشر نے کہا تو دانی اسے دیکھنے لگا۔

”آئیس کریم...؟“ دانی حیران ہوا۔

☆...☆...☆

پیٹرول پمپ پر جو دکانیں ہوتی ہیں، اس کے دکاندار ایکسٹرا ٹیکس کے ساتھ چیزیں بیچتے ہیں، جس کی وجہ سے عام سی چیز بھی مہنگی پڑ جاتی ہے۔روحی کو اس چیز کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے چند پیسے بچانے کیلئے وہ ٹک شاپ کی جگہ، یہاں سے روڈ کراس کر کے ایک کریانے کی دکان پر آگئی تھی جہاں وہ دکاندار بڑا ہی کوئی خجل آدمی دکھائی دیتا تھا۔

خرانٹ شکل والا... مطلب صبح ہی صبح کس کا منہ اتنا خرانٹ ہوتا ہے؟

یقیناً بیوی نے ناشتہ نہیں دیا ہو گا جو سڑی ہوئی شکل کے ساتھ کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا۔روحی سہم کر اس کے کاؤنٹر پہ آ کھڑی ہوئی تو اس خرانٹ دکاندار نے خرکت آواز میں پوچھا۔

"ہاں بولو... کیا مانگتا ہے؟"

"وہ..." اس نے پیچھے کے شیلف کی طرف رکھی کسی چیز کی طرف اشارہ کیا۔ دکاندار نے مڑ کر اس چیز کو دیکھتے کہا۔

"وہ چاہا مارنے کی دوا ہے، تمہیں دوں کیا...؟" دکاندار بھڑک کر بولا تو روحی معصومیت سے بولی۔

"نہیں نہیں... اس کے ساتھ جو ہے... وہ!"

"یہ وہ... وہ... کر کے بولو گی تو مجھے سمجھ نہیں آئے گا..." دکاندار پہلے ہی چڑا ہوا تھا، مزید چڑ کر بولا۔ "نام بتاؤ!"

"روحانے۔" روحی نے پٹ سے کہا تو دکاندار نے سر نفی میں ہلاتے اطلاع دی۔

"روحانے میں نہیں بیچتا!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”نہیں... میرا نام ہے۔“ روحی سینے پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

”تمہارا نام؟“ دکاندار کے تاثرات بگڑے۔ ”میں نے تمہارا نام پوچھا...؟

“بھڑک کر پوچھنے پہ روحی نے نہ میں منڈھی ہلائی۔ ”پھر نام نہ بتاؤ... جو چیز چاہیے اس کا نام بتاؤ!“

”وہ...“

”پھر وہ...“ ابھی وہ بولنے ہی لگی کہ دکاندار نے اس کی بات کاٹی۔

”... پیپسی!“

وہ گھبرا کر بولی تو دکاندار نے پیچھے رکھا فریج دیکھا۔ ”کتنے والی؟“

”اسّی والی...“

”اسے ایک لیٹر والی پیپسی کہتے ہیں۔“

دکاندار نے کہنے کے ساتھ ہی فریج کھولا اور پیپسی نکالنے لگا کہ تبھی روحی

عقب سے بولی۔

”یہ والی نہیں... مرنڈا والی۔“

دکاندار نے تیوری چڑھا کر دیکھا۔”مرنڈا چاہیے تھی تو پیپسی کیوں کہا...؟“

وہ معصوم سی شکل بنا کر کھڑی رہی۔دکاندار نے مرنڈا اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھی۔

”...اور وہ بھی چاہیے!“روحی نے پھر کہا تو دکاندار نے غصہ ضبط کرتے کہا۔

”وہ کیا؟“

”چپس!“

www.novelsclubb.com

”اب چپس کا نام بولو!“دکاندار صحیح تنگ تھا۔

”نہیں پتا!“وہ یقیناً کوئی نئی چپس تھی جو مارکیٹ میں ابھی ہی آئی تھی اور اس کا نام اسے معلوم نہیں تھا۔

”لیز، کرلیز، چیٹوز، سوپر کرسپ...“

”سب دے دو!“ روحی نے کمال اطمینان سے کہا۔

”کتنے والی...؟“ دکاندار کی آواز میں وہی خرکت تھی۔

”دو لیٹر!“ اس نے کہا تو دکاندار کی شکل دیکھنے لائق بن گئی تھی۔

”لیٹر؟“ دکاندار چڑ کر بولا۔ ”میں ادھر چپس کا جوس نہیں بیچتا جو تمہیں دو لیٹر نکال کر دوں۔ چپس پیکٹ میں ملتے ہیں۔“

”تو دو پیکٹ دے دو!“ وہ سر ہلا کر بولی۔ برے برے منہ بناتے ہوئے دکاندار چپس کے پیکٹس نکالنے لگا۔ تبھی عقب سے روحی کی آواز آئی۔ ”...اور وہ بھی چاہئے۔“

”وہ کیا...؟ نام بول ناں!“

”چینگم!“ روحی نے جلدی سے کہا۔ دکاندار سب چیزیں لا کر اس کے سامنے رکھتے بولا۔

www.novelsclubb.com

"تم کہاں سے آئی ہو؟"

"سامنے کے گھر سے...!"

"سامنے تو پچاسوں گھر ہیں۔" دکان والا صحیح خجل ہوا۔ "کون سے گھر سے آئی؟"

"وہ ڈی پی او اسفندیار کے گھر سے!" روحی معصومیت سے بولی تو دکاندار نے گھور کر اسے دیکھا۔

"...ایسا پیس وہیں سے آسکتا ہے!"

www.novelsclubb.com

دکاندار بڑبڑا کر خریدی ہوئی ان چیزوں کا حساب کر رہا تھا۔

☆...☆...☆

محبت اور جنگ میں سب جائز ہے، شاید تبھی مینو کو اپنے سارے اقدام حق پر نظر آرہے تھے۔ شاید یہ انسانی فطرت ہے۔ یہ بات سائیکی سے تعلق رکھتی ہے۔

انسان کا پرسنل انٹرسٹ اس کی پہلی ترجیع قرار پاتا ہے۔شاید یہ کسی قدر خود غرضی کے زمرے میں آتا ہے، مگر اس کے سوا جیسے کوئی چارا بھی نہ تھا۔

صحیح اور غلط کی فکر ان معاملات میں قطعاً نہیں رہتی۔سب ثانوی نظر آتا ہے، فقط اپنا آپ صحیح نظر آتا ہے۔اسے اپنے الفاظ پر قطعاً کوئی شرمندگی نہ تھی۔

کسی اقدام پر کوئی پشیمانی نہ تھی۔

سب حق پر نظر آرہا تھا۔

کوریڈور کے چکنے فرش پر کتنی ہی دیر سے وہ مسلسل ٹہل رہی تھی۔دل تھا کہ آتش فشاں کی طرح پھٹنے کو تیار کھڑا تھا۔محسوس ہوتا تھا جیسے سینے میں ڈھڑکتے دل کو کسی نے جکڑ لیا ہو...اور آہستہ آہستہ مسل رہا ہو۔بہت ہی ڈپریشن کا شکار تھی وہ...روح بوجھل سی تھی۔مسلسل ہاتھ مسلتے اور ٹہلتے ٹہلتے اس کی ہتھیلیاں اور ایڑیاں تک دکھنے لگیں تھیں...دل بدن کی عمارت میں سہما ہوا کبوتر تھا...سمجھ نہ آتا تھا کہ وہ یہ بگڑتے حالات کیسے ٹھیک کرے...

کیسے وہ اپنی بیٹی کا بسنے سے پہلے ہی اجڑنے والا گھر، دوبارہ آباد کر سکتی ہے؟

اگر ایسا ہو جائے تو کیسے؟

اگر ایسا نہ ہوا تو کیا ہی ہو گا؟

عجیب طرح کے دھڑکے دل کو سمانے دے رہے تھے۔اب تو ہر اٹھتا قدم بھی بوجھل سا تھا۔جیسے آنکھوں کی جگہ چہرے پر دو دہکتے انگارے دھرے ہوئے ہوں۔یہی وجہ ہے کہ بجلی نے جب اسے دیکھا، تو حیرت اور پریشانی کے ملے جلے احساس کے ساتھ بولتی اس کے پاس آئی۔

"ہائے مینو! What happens؟"

"کچھ نہیں۔" مینو نے نروٹھا انداز اپنایا...اس لئے کہ بجلی کرید ے مگر بجلی بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔

"اچھا Ok ہے...i think تم پریشان ہو!" بجلی جانے لگی کہ مینو نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ناراضگی سے جتایا۔

”ہاں ہاں جاؤ... تم بھی مجھے اس پریشانی میں چھوڑ جاؤ... کسی کو میرا خیال نہیں۔“ وہ یکدم ہی جذباتی ہوئی۔

”مینو mad ہو گئی ہو...؟“ بجلی بوکھلائی۔

”ہاں پاگل کر دیا ہے مجھے سب نے... کوئی نہیں ہے میرے ساتھ...“

”I AM NOT (میں ہوں ناں)...“ پہلے سے ہی برا منہ... اور برا بنا کر بجلی نے کہا تھا... جیسے دل رکھنے کیلئے نہیں، بس بات رکھنے کیلئے کی گئی ہو۔

”تم ہو میرے ساتھ...؟“ مینو نے بہت مان سے پوچھا تو ایک بار پھر زبردستی بجلی کو بولنا پڑا۔

”Yes... میں with (ساتھ) ہوں!“

”تو میرا ایک کام کرو گی؟“ اب مینو اس پورے ڈرامے کے کلائمیکس سین

پہ آئی تھی۔

"کیا with کیلئے کوئی work کروانا ضروری ہے؟" بجلی نروٹھے انداز میں بولی... اور کوئی اس کا نروٹھا انداز دیکھے تو معین اختر کی طرح بولے... نہ کرو... رہنے دو... توبہ توبہ... بہت منحوس لگ رہے ہو...

"ہاں ناں... میری پیاری سہیلی نہیں ہو؟" مینو نے مسکے مارنا شروع کئے۔

"اچھا ٹھیک ہے tell کیا کرنا ہے؟"

مینو نے اسے قریب بلایا۔ ادھر ادھر دیکھ کر اس نے بہت آہستہ سے اس کے کان میں کچھ ایسی باتیں کیں کہ بجلی کہ چودہ طبق روشن ہو گئے۔ وہ گھبرا کر دور ہوئی۔

"no..." وہ صاف انکاری تھی، مگر مینو نے آرام سے کہا۔

"ہاں..."

"no مینو..."

"ہاں بجلی..."اب مینو سمجھ چکی تھی کہ بجلی کی ناں میں بھی اک ہاں تھی۔ بھلے وہ کتنی ہی سازشی اور منفی کردار کی تھی مگر بجلی ایک اچھی دوست بھی تھی۔

☆...☆...☆

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

مسلسل دس منٹ سے وہ چاروں روحی کو ڈھونڈ رہے تھے جو بیٹھے بٹھائے ہی گم ہو گئی تھی۔ عباد پریشانی سے اسے ڈھونڈنے کیلئے نکلا ہوا تھا۔ بے بی پریشانی سے آس پاس دیکھ رہی تھی۔ تیز رفتار گاڑیاں فراٹے سے روڈ پر سے گزرتی جا رہیں تھیں۔ مٹھی اور دری بے فکری سے گاڑی میں بیٹھیں آئیس کریم چاٹ رہیں تھیں۔ عباد واپس آیا تو روحی اس کے ساتھ تھی۔ مزے سے چپس کھاتے ہوئے آ رہی تھی اور عباد کا موڈ خاصا سڑا ہوا معلوم ہو رہا تھا جب بے بی نے گھور کر سوال کیا تھا، اور روحی معصومیت سے بولی۔

”میرے دماغ کو کیا ہونا ہے... ٹھیک ہے الحمداللہ... تم بتاؤ بے بی... تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟“

اس کی بات پہ عباد کو صد افسوس ہی ہوا اور وہ سیٹ سنبھال کر چلنے کی تیاری کرنے لگا۔

”تم گھر چلو پھر بتاتی ہوں۔“ بے بی نے روحی کے کاندھے کو دبوچ کر اندر بٹھایا تھا۔ وہ منہ بگاڑتی، اندر بیٹھی تھی۔

☆...☆...☆

”ارے یار غضب ہو گیا!“ دانی ہانپتا، کانپتا اور بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا، تو حاشر نے گھبرا کر پوچھا۔

”کیا ہوا...؟“

”ابے تو تو گیا... تیری ساری پلاننگ فیل! تُو تو ’تیرے نام‘ والا سلمان بننے

والا ہے... تُو تو مجنوں بننے والا ہے... تُو تو گیا... ہر کام سے گیا... فلموں کے سارے ناکام ہیروز کی طرح تو بھی ناکام ہو کر انہی کی طرح ملنگ، پاگل ہونے والا ہے... تُو تو گیا... ہر کام سے گیا۔" دانی باقاعدہ سر پیٹتے، سینہ کوبی کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

حاشر پریشان ہوا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اپنی گینگ کے ساتھ بیٹھ کر دری سے اظہارِ محبت کرنے کی تدبیر سوچنے کے بعد تیاری کر رہا تھا۔

ڈرون میں رسی کی مدد سے magnum، لال پھول اور لال رنگ کا غبارہ باندھتے، ساتھ میں گنگنا رہا تھا...

"کیا تمہیں پتا ہے اے گلشن!

میرے دلبر آنے والے ہیں...

کلیاں نہ بچھا نا راہوں میں،

ہم دل کو بچھانے والے ہیں!

www.novelsclubb.com

ابھی تو دل بچھانے میں چند ہی لمحے باقی تھے کہ آندھی طوفان کی طرح دانی تباہی پھیلانے پہنچ گیا تھا۔

”ہوا کیا ہے...؟“ حاشر بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔

”بتانے سے پہلے میری زبان خاک ہو جائے... میرا وجود خاک ہو جائے... میں تباہ و برباد ہو جاؤ... میں تو نہیں بتا رہا... تم خود جا کر دیکھ لو!“ دانی نے آنکھیں جھپکاتے کہا تو وہ اس کی بات کا ادھورا مطلب سمجھ کر باہر کھڑکی سے نیچے جھانکنے لگا مگر نیچے جو نظر آیا... اسے دیکھ وہ جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا۔

...رک گیا

...تھم گیا

اس کے بیک گراؤنڈ میں گانے کی آواز گونجنے لگی۔

”دوست، دوست نہ رہا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پیار پیار نہ رہا

زندگی ہمیں تیرا

اعتبار نہ رہا"

وہ ساکت کھڑا، پھٹی آنکھوں سے اُس منظر کو دیکھ رہا تھا... وہ منظر جو حقیقتاً بہت ہی جان لیوا تھا۔ کار پارکنگ میں پراڈو گاڑی کھڑی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر عباد بیٹھا تھا اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر نکلنے والی دری تھی جواب کورنیٹو کھاتی خوشی خوشی یہاں سے اندر کی طرف جا رہی تھی، جبکہ اُس کے دوسرے ہاتھ میں لیز، پیپسی، بسکٹس، چاکلیٹس کا شاپر بھرا ہوا تھا۔

"یہ لواسٹوری شروع ہونے سے پہلے ہی ختم! فنش! ٹاٹا بائی بائی!" دانی اس کے ساتھ کھڑا کہہ رہا تھا، جبکہ حاشر ہوش کھوئے اُس منظر میں گم تھا۔ وہ فی الحال ایسے ہی ساکت حالت میں کھڑا رہنے والا تھا۔

ایسے موقع کیلیئے ہی کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے...

"دل کے ٹکڑے ٹکرے کر کے

مسکرا کر چل دیئے

جاتے جاتے یہ تو بتا جا

ہم جئیں گے کس کے لئے؟"

☆...☆...☆

کچھ دیر باہر سے دل بہلا کر بے بی جب واپس ڈی پی او پہنچی تو گھر میں غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔

سناٹا پڑا تھا۔

اوپر والے پورشن سے گھٹی گھٹی سی آوازیں سنائی پڑ تی تھیں۔

وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے نظروں سے سوالوں کا تبادلہ کر رہیں

تھیں، کہ... ہوا کیا ہے؟ اور ان تینوں کے انداز ایسے ہی تھے، جیسے کاندھے اچکا کر بتا رہی ہوں... ہمیں کیا پتا؟

اب عباد لاؤنج میں داخل ہوا تو ان کو یہی جم کر کھڑا دیکھ اس نے بھی کچھ غیر معمولی سا احساس محسوس کیا۔

"یہ تو اسفند بھائی کی آواز ہے۔" اوپر سے آرہی آواز پہچان کر عباد پریشانی سے اوپر بڑھا تو بے بی کو بھی احساس ہوا کہ ضرور کوئی سنجیدہ مسئلہ ہوا ہے، اور وہ بھی فکر مندی سے اوپر کو بھاگی۔

"یہ ڈی پی او کی آمد ہمیشہ تماشے کی صورت کیوں اختیار کر لیتی ہے؟" مٹھی نے چپس چباتے ہوئے غیر دلچسپی سے کہا اور وہ تینوں بھی چیزیں کھانے میں مست غیر دلچسپی سے ان سب کے ساتھ اوپر آنے لگیں۔

مینو کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا جس کے باہر سارے نامی گرامی رشتے دار کان لگائے کھڑے تھے۔

جبکہ اسفند، وحید صاحب، مینو، بجلی، صفورا، خالدہ، حمیدہ کمرے کے اندر کھڑی، غصب ناک تیور چڑھائے اسفند کو دیکھ رہی تھیں۔ غصہ تو ہر وقت اس کے ناک پہ دھرا رہتا تھا۔

"اگر اُس گھر کو دینے سے، ہماری عزت بچتی ہے تو ٹھیک ہے... وہ گھر میں سجل کے نام کر رہا ہوں۔"

وحید صاحب کے کہنے پر مینو کی جان میں جان آئی تھی۔اسفند نے منہ بگاڑ کر وحید صاحب کو دیکھا تھا جبکہ عباد سپاٹ انداز میں کھڑا دکھائی دیتا تھا۔یقیناً لڑکے والوں کی ہی یہ کارستانی تھی۔

"مگر یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔وہ لوگ اس لائق نہیں ہیں پاپا... ایک نمبر کے لالچی انسان ہیں..." اسفند نے پھر بھی یاددہانی کروائی تو وحید صاحب نے سرد انداز میں اسے دیکھتے کہا۔

"تم بھلے ہی ڈی پی او ہو گے، اور تم نے معاملات مار دھاڑ کر کے نبٹائے ہوں

گے مگر رشتوں کے معاملات زور زبردستی سے حل نہیں ہوتے...اس میں کچھ لینا تو کچھ دینا بھی پڑتا ہے۔"

"آپ بس اور دیر نہ کریں...ابھی ان کو فون کر کے کہیں کہ وہ گھر ہم سجل کے نام کر رہے ہیں۔" مینو نے کہا تھا کہ دن سر پہ پہنچ چکا تھا اور تیاریاں کچھ بھی شروع نہ ہوئیں تھیں۔

"پر مام! آپ لوگ اتنا ہلڑ کیوں مچا رہے ہیں؟" اسفند کی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر ان کے ماں باپ کیوں ان لالچی لوگوں کی بے جا ضدیں پوری کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

"کیونکہ معاشرے میں سب کو منہ مجھے دکھانا ہوتا ہے بیٹا!" وحید صاحب گرجتے ہوئے بولے۔ "میرے سارے دوست، سیاست سے تعلق رکھنے والے احباب، یہ بھرا پڑا خاندان سب مہندی کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں...، اگر مہندی کے فنکشن پہ لڑکے والے ہی نہ آئے تو ان سب لوگوں کو ہم کیا منہ

دکھائیں گے؟ کیا عزت رہ جائے گی ہماری سب کی نظروں میں...؟"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" مینو نے حامی بھری۔ "اس نئی نسل کو لگتا ہے کہ دنیا کو ٹھوکر پہ رکھنے سے ہم بڑا کوئی مہان کام کریں گے مگر حقیقت یہی ہے کہ معاشرے ایسے نہیں چلتے۔ معاشرے، ویسے ہی رہتے ہیں جیسے لوگ رہتے ہیں۔ جب تک لوگ نہیں بدلیں گے معاشرے نہیں بدلیں گے۔" مینو نے موبائل وحید صاحب کی طرف بڑھایا۔ "یہ لیں کریں بات!"

اسفند کا یہاں مزید رکنا محال تھا اس لئے وہ واک آؤٹ کر گیا۔

وحید صاحب نے اسی وقت لڑکے والوں کو کال ملائی تھی۔

"دیکھیں وحید صاحب! ہم آپ کی عزت کی پرواہ کرتے ہیں، اس لئے ہم بار بار آپ لوگوں کی طرف سے کی گئی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ بھی معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے... مگر صبح جو آپ کا وہ نکچڑا بیٹا ہمیں باتیں سنا کر گیا ہے، سچی بات ہے ہماری بیگم کا دل آپ لوگوں سے بہت متنفر ہو گیا ہے... اب

وہی کوئی فیصلہ کریں تو ہم آئیں گے۔" وہاں سے لڑکے کا باپ کہہ رہا تھا۔اب لڑکے کی ماں اپنی فرمائش ریکارڈ کروا رہی تھی۔

"دیکھیں بھائی صاحب... آپ کے بیٹے نے ہمارے ساتھ بہت بدتمیزی کی ہے۔ہو گا وہ پولیس میں مگر ہماری بھی کوئی عزت ہے... وہ آئے... گھر کے کاغذات دے جائے اور معافی مانگ لے تو ہم شام کو آجائیں گے... ورنہ ہماری طرف سے یہ رشتہ ختم ہی سمجھیں۔"

ٹون... ٹون... ٹون... اس پار سے سنائی دے رہا تھا۔

اب تمام لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے جبکہ مینو کا پورا وجود پتھرا کر اب ٹوٹنے کی کگار پر کھڑا تھا۔

☆...☆...☆

"ہینڈ فری ہوں گے...؟ تھوڑی دیر کیلئے دے دو... بے چارا بچہ رو رہا ہے۔

"

وہ سب پہلے ہی پریشان سی بیٹھی تھیں کہ اصغری دروازے پر کھڑی مزید پریشان کرنے آگئی تھی۔ بے بی اس وقت کچھ اور نہیں سوچنا چاہتی تھی اس لئے اس نے روحی کو ہینڈ فری دینے کا اشارہ کیا۔

اشارہ ملنے پر منہ بناتی روحی نے ٹیبل پر رکھی ہینڈ فری اٹھا کر اصغری کو تھمائی تو وہ دروازے سے مڑ گئی۔

"اس نے تو ہمارے کمرے کو ٹک شاپ ہی سمجھ لیا ہے... جب دیکھو کچھ نہ کچھ لینے کیلئے ادھر آجاتی ہے۔" مٹھی نے تپ کر کہا۔

صفورا نے ٹوکا۔ "اونہو! غریب ہے بے چاری۔"

"میرے ڈھائی سو روپے کے ہینڈ فری واپس دے گی بھی کہ نہیں...؟"

روحی تڑپی۔

"اونہو... اب واپس لاکر بھی دیں تو مت لینا... اس بچے کے کان والی گندی ہینڈ فری کیا اب تم اپنے کان میں ڈالو گی؟" بے بی نے گھور کر روحی کو پہلے ہی لینے سے منع کر دیا۔ "ہر گز نہیں۔ ملک میں طرح طرح کی اتنی ساری بیماریاں نکلی ہوئی ہیں تمہیں پتا بھی ہے۔"

"کیا ہے... ؟ دھولوں گی ناں... ڈٹول سے جو مارے 99.9٪ جراثیم... " روحی منمنائی۔

"کہا ناں نہیں..." بے بی نے ڈانٹا تو وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔

"اتنے مسئلے چل رہے ہیں ادھر اور ان لڑکیوں کے اپنے مسئلے ختم نہیں ہو رہے۔" صفورا بیگم نے تپ کر روحی کو دیکھتے کہا۔ "... ویسے میں سوچتی تھی کہ وحید صاحب اتنے امیر ہیں... اتنے سال کیا تو چین و سکون کی زندگی انہوں نے گزاری ہو گی مگر ناں... امیر ہو چاہے غریب... ہر گھر کے اپنے اپنے مسئلے تو ہوتے ہی ہوتے ہیں۔" صفورا بیگم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو دری نے بھی اپنا حصہ

ڈالنا مناسب سمجھا۔

”کرن جوہر کے سنسکاری پریوار بھی تو کتنے امیر ہوتے ہیں مگر دیکھ لیں مسئلے ان کے بھی ہوتے ہیں۔“

”اللہ اکبر!“ صفورا بیگم نے گھور کر اسے دیکھا تو دری نے ادھر ادھر دیکھتے کہا۔

”کیا کچھ غلط کہا؟“

”غلط باتیں تو اصغری اور مہتاب کر رہیں تھیں۔“ خالدہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ذکر چھیڑا تو روحی نے بھی جتایا۔

”ہاں چھوٹی بھابھی... کر تو وہ بھی غلط باتیں رہیں تھیں۔“

”کیا تم نے بھی سنیں؟“ روحی کی بات پر چونک کر خالدہ بیگم نے پوچھا تو روحی نے کہا۔

”کلموہی... جنم جلی... ایڈیٹ... اسٹوپڈ... تیری ماں کی... والی گالیاں دے رہی تھی اپنی بہوؤں کو... !توبہ توبہ !“ روحی نے بتایا تو خالدہ بیگم نے بھنا کر اسے دیکھتے کہا۔

”بہوؤں کی برائیاں کرنا کوئی غلط بات نہیں ہوتی... دوسروں کی بیٹیوں کو برا بھلا کہنا غلط بات ہوتی ہے۔“

”کیا سجل کے بارے میں بکواس کر رہیں تھیں ؟“ بے بی نے معاملہ سمجھ کر پوچھا تو خالدہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

”اتنی بکواسیات کی، مجھے تو کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے کہ کوئی بنا سوچے سمجھے اتنی بڑی باتیں کر کیسے لیتا ہے ؟“

”یہ اچھی بات نہیں ہے۔“ بے بی کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔ سنا تو اس نے بھی تھا کچھ رشتے داروں کو جو کہہ رہے تھے کہ یہ شادی ہوتی دکھ نہیں رہی... ضرور یہ لڑکی منحوس ہے... تبھی تو اس کا پیر لنگڑاتا ہے... جیسے ڈائنوں

کے پیر ہوتے ہیں... ضرور سجل کی ذات میں کوئی گڑ بڑ ہے مگر بے بی نے سوچا... یہ تو جاہل لوگوں کی باتیں ہیں مگر مہتاب جو کراچی میں رہتی تھی، پڑھی لکھی بھی تھی... مگر ایسی باتیں اس کے منہ سے سن کر بے بی کو واقعی پریشانی ہوئی۔

"ہم کسی کی پریشانی میں ان کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے تو کم از کم ہمیں ان کے بارے میں الٹے سیدھے کمینٹس کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے۔" بے بی نے کہا تھا۔

"ہاں دیکھو تو... وحید صاحب الگ پریشان بیٹھے ہوئے ہیں کہ اسفند لڑکے والوں سے معافی مانگنے نہیں جا رہا... پھر مینو الگ اپنے کمرے میں قید لگی پڑی ہے۔ سب مہمان باہر بیٹھے دوپہر کے کھانے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ذرا اندازہ نہیں کہ گھر میں کیا مسئلے درپیش ہیں الٹا بیٹھ کر نا جانے کیسی الٹی سیدھی باتیں اور اول فول قسم کی بکواسیات کر رہے ہیں۔"

"چلو پھر اٹھو...ان سب کے منہ بند کرتے ہیں۔" بے بی عزم سے کہتے ہوئے اٹھی تھی۔

☆...☆...☆

"قریشیز توجب دیکھو کچن میں گھسی کچھ نہ کچھ بنا رہیں ہوتی ہیں..." حاشر کے کمرے میں بیٹھا عباد سلگ رہا تھا۔

"کون کیا بنا رہا تھا؟" حاشر نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

"وہی بے بی اور روحانے۔" اس نے چڑ کر جواب دیا تو حاشر ڈھیلا پڑا۔

"روحانے... تمہیں کچن میں نہیں جانا چاہیئے تھا...اسے بھیجو ناں...اپنی اس دری کو۔ تاکہ عباد دری سے متنفر ہو..." حاشر تصور میں روحانے سے مخاطب ہوا۔اس کے عجیب سے تاثرات دیکھ عباد اسے گھورنے لگا اور بولا۔

"مجھ سے تو اب ایک دن اور برداشت نہیں ہوگا یہ سب..."

"گزر جائیں گے یہ دن بھی پارٹنر..." حاشر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔ پھر رازداری سے اس کے کان کے قریب آ کر پوچھنے لگا۔

"ویسے تم نے کیا سوچا اس کے بارے میں...؟"

"کس کے بارے میں؟" عباد حیران ہوا۔

"اب مجھ سے بھی چھپاؤ گے کیا؟" حاشر نے اٹھلاتے ہوئے پوچھا تھا، مگر عباد نا سمجھی سے بولا۔

"واقعی مجھے نہیں پتا کہ تم کس بارے میں پوچھ رہے ہو۔"

"وہی... جو چاچی نے اس دن کہا تھا... کہ کوئی لڑکی دیکھنا خاندان میں... پسند آئے تو بتانا... تو تمہیں کوئی پسند آئی؟" وہ یاد دہانی کرواتے بولا۔

"اچھا وہ بات..." عباد کو جھماکے کی طرح وہ قصہ یاد آیا۔ "... مگر وہ مام نے میرے لئے نہیں اسفند بھائی کیلئے کہی تھی۔" عباد نے بے پرواہی سے کہا تو حیران

ہونے کی باری اب حاشر کی تھی۔

"کیا...؟"

"ہاں...امی نے سارے خاندان کو اسی لئے بلایا ہے...بلکہ مجھے تو لگتا ہے وہ قریشیز میں سے کسی کو پسند بھی کر چکے ہیں۔"عباد نے اسفند کے بدلے انداز بھانپ لئے تھے مگر حاشر کے اوپر تو دھڑ دھڑ ٹرین گزر گئی۔

"او مائے گاڈ..."وہ سر پیٹتا باہر بھاگا تھا اور عباد اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"اب اس کو کیا ہو گیا...؟"وہ سر جھٹک کر کچن کے جانب جانے لگا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

اللہ نے ہر انسان کو اس کا چہرہ بہت منفرد دیا ہے مگر...اس وقت ان سب نے ایک ہی جیسی شکل بنائی ہوئی تھی۔

"اور تبدیلی گلے پڑ گئی..."صفورا بڑا سا چاقو ہاتھ میں لئے،ڈھیر سارے

لہسن ادرک کو کاٹتے میں مصروف منہ لٹکا کر کہہ رہی تھی۔سب کی حالت اس سے ملتی جلتی تھی۔سب کے منہ ایسے ہی لٹکے ہوئے تھے۔روحی پیاز چھیلتے ہوئے تقریباً رو ہی رہی تھی۔ مٹھی آلو چھیل رہی تھی، خالدہ آلو کے حصے کر رہی تھی جبکہ دری دھنیا پودینہ ہری مرچ کتر رہی تھی۔ایک بے بی تھی جو مرغی کو صاف کرتے ہوئے پر سکون دکھائی دیتی تھی۔اس کے چہرے پہ عجیب سے سکون کا سا احساس نمایاں نظر آ رہا تھا۔

"یہ بھی تو تبدیلی ہی ہے... ہم سب مل کر بریانی بنا رہے ہیں۔یاد ہے نوجوانی کے وہ دن... ہم سب کیسے صحن میں بیٹھ کر دیگھ تیار کرتے تھے، سب لوگ مل کر کام کرتے تھے" بے بی بولی۔

"بس دور کے ڈھول سہانے..." سب سے زیادہ خوشی خالدہ کو یہاں آنے کی تھی مگر اب وہ موڈ خراب کر کے کہہ رہی تھی۔"کیا سوچا تھا... سرکاری گھر، نوکر چاکر... ایس ڈی ایم کا گھر... مزے سے بیٹھیں گے، کھائیں گے پیئیں گے پر

وہی حالت... یہ گھر بھی ہم سے بہتر نہیں ہے۔ دیگھ ہی بنوا لیتے باہر... ایک ہی کافی تھی۔" خالدہ بیگم مزید بولی۔

"اپنے ہاتھ کی بریانی کی بات ہی اور ہے۔" بے بی نے مرغی کی ٹانگ لہرا کے کہا۔

"تم اپنی بریانی کی بات نہ ہی کرو بے بی! یا تو کچی... یا تو بھت!" صفورا نے آئینہ دکھایا۔

"ویسے مزے کی ہوتی ہے بے بی کی تیز مصالحے والی بریانی... جس میں کڑک کڑک پیاز ڈلی ہوتی ہے... اف مزہ ہی آ جاتا ہے۔" روحی نے چٹخارہ بھرا تو عباد اندر آتے آتے رکا۔ (روحی کو کھانے کے علاوہ کچھ آتا بھی ہے؟)

"پیاز تو کاٹے نہیں جا رہے ہیں تم سے... ذرے سے کاٹ ہیں ابھی تک، ان میں سے تو نہیں نکلے گے وہ کڑک کڑک پیاز!" صفوا بیگم نے کہا تو روحی نے منہ بنایا تھا۔

"اور چھوٹی بھابھی کا رائتہ!" اب مٹھی بولی تھی۔

"کوئی دہی وہی نہیں ہے۔" خالدہ نے پہلے ہی خبردار کیا۔

"دہی ہے۔" عباد اندر آتے بولا تو چونک کر سب اس کے جانب دیکھنے لگے۔

"چاہیئے...؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"ہاں دے دو... سالن میں بھی ڈالنی پڑے گی۔" بے بی نے کہا۔

"جی یہ ہے دہی۔" اس نے ایک کونے میں رکھی مٹی کی پرات سے کپڑا ہٹا کر دکھایا۔

"ارے خود جماتے ہو دہی؟" صفورا بیگم پوچھنے لگی۔

"جی!" عباد نے پرات اٹھا کر بے بی کے سامنے رکھی۔

"لسی بھی بنا لوں؟" روحی نے کہا تو عباد اسے دیکھنے لگا۔ (پھر کھانے کی بات... کھا پی کر پھٹ ہی نہ جائے۔)

www.novelsclubb.com

"عباد! کیا باہر کا سیٹ اپ کر سکتے ہیں؟" وہ خیال جھٹک کر بے بی کی طرف دیکھتے پوچھنے لگا۔

"کیا مطلب...؟"

"مطلب کوئی بڑا چولہا ہے...اور دیگھ وغیرہ... کھانے کی تیاری مکمل ہو گئی ہے مگر یہاں بہت گند ہو گا...دھواں بھی...تو کیا ہم باہر..."

"او اچھا اچھا...ہاں ہاں...ہو جائے گا مگر آپ تکلیف نہ کریں...میں نائی کو بلوا لیتا ہوں۔" عباد نے کہا۔

"نہیں رہنے دو...ہم ہیں ناں...تم بس باہر کا سیٹ اپ لگوا دو۔"

"اوکے!" عباد انتظام کرنے کیلئے مڑ کر باہر جانے لگا۔

"سب لڑکوں میں سب سے سمجھدار یہی لڑکا ہے۔" صفورا بیگم نے کہا تو خالدہ بیگم نے عباد کی پشت کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اس گھر میں سب سے اپنا اپنا مجھے یہی لگتا ہے۔"

دری نے عجیب سے انداز میں چھوٹی بھابھی کو دیکھا۔ "کہیں یہ ہم میں سے کسی کو حلال کرنے کے درپے تو نہیں؟" دری کو حاشر کی کہی اس دن کی بات یاد آئی... کیسے مینو لڑکیاں ڈھونڈ رہی ہے اپنے بیٹوں کیلئے... یقیناً ہم تینوں کو کوئی نہ کوئی ایسا کارنامہ انجام دینا پڑے گا کہ مینو ہم پہ اپنی نگاہ التفات ڈالنے کا خیال بھی نہ لا سکے۔

ہاں اب اسی پہ وہ سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

"نہ جانے کس کی نظر لگ گئی ہے میرے گھر کو۔ ایک کے بعد ایک مصیبت دوڑے چلی آ رہی ہے۔"

مینو مضمحل سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اندر ایک عجب انتشار تھا۔کچھ بھی اپنی جگہ نہ تھا۔بہت دگرگوں سی حالت میں وہ پینڈولم کی طرح یہاں سے وہاں گھوم گھوم کر تھک گئی تو اپنے کمرے کی کھڑکی میں آکر رکی۔غصہ جو سر پہ سوار تھا...نیچے کے منظر کو دیکھ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ کا برا سے برا موڈ...،ایک ایسے منظر کو دیکھ کر اچھا ہو جاتا ہے،جو آپ کو خوش گوار دنوں میں دھکیل لیتا ہے...وہ منظر ایسا ہی تھا۔

کھلے آسمان تلے ایک بڑا سا آنگن،جہاں ایک چہل پہل تھی...آوازوں پہ آوازیں...کوئی چھری پکڑے کچھ کاٹنے میں مصروف تھا تو کوئی حمام دستہ میں کچھ کوٹنے میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔کوئی چاول سے کنکریاں صاف کر رہا تھا تو کوئی سل بٹے پہ پودینے،مرچ کی چٹنی بنانے میں مشغول دکھائی دیتا تھا۔ایک ہنستا بستا ماحول جہاں سب میں اتحاد تھا...اپنائیت تھی...کوئی بغض نہیں،کوئی لالچ

www.novelsclubb.com

نہیں... کوئی بدگمانی کوئی مستقبل کے خوف نہ تھے، بس ایک دلی سکون تھا... منفی احساسات سے کوسوں دور...

آج بھی ویسا ہی منظر نیچے تھا...

ایک تھکی ہوئی مسکراہٹ بے دم ہی اس کے لبوں پہ آٹھہری تھی، جس کا احساس تک اسے نہ ہوا تھا۔ وہ تو خود سے بالکل بے نیاز ہو کر نیچے دیکھ رہی تھی جہاں ایک چولہے پر بڑا سا دیگھ رکھا ہوا تھا، جس میں تیل گرم ہو رہا تھا۔ بے بی نے کٹے ہوئے پیاز کا پورا ڈونگا تیل میں ڈالا تو گرم تیل کی چھینٹیں اڑنے لگیں۔ بڑا سا کفگیر صفورا بیگم نے تھاما ہوا تھا جو اب پیاز کو بھننے میں لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھتے اسے پتا نہیں کتنی دیر ہو گئی جب وحید صاحب اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اسے یوں مبہوت سا کسی طرف کو دیکھتے پایا تو اپنے قدم اٹھاتے وہ مینو کے عقب سے، اس کی نظر کے تعاقب میں نیچے دیکھنے لگے۔ معاملہ سمجھ آیا تو بے اختیار بولے۔

”اب سمجھ آیا...“کسی کی آواز پر اس کا ارتکاز ٹوٹا اور گھبرا کر وہ مڑی۔ وحید صاحب کو دیکھ اس کی جان میں جان آئی۔ سنبھل کر بولی۔

”کیا سمجھ آیا؟“

”یہی کہ تمہارے کہنے کے باوجود بے بی کیسے دھڑلے سے سارے گھر کے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔“بہت سنجیدگی سے وہ بولے۔ مینو گڑ بڑائی۔

”صبح والی بات ان کو کس نے بتائی؟“وہ لب کاٹتی بیڈ کی طرف مڑتے بولتے۔”جو بھی کرے میری بلا سے!“

”تمہاری بلا سے نہیں بیگم!“وحید صاحب کی آواز میں کچھ تھا، جو مینو کے پیر زمین نے کھینچ کر روکے۔ وہ چور نگاہوں سے اپنے مجازی خدا کو دیکھنے لگی۔”وہ دوستی کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہے۔ تمہاری وجہ سے یہ سب کر رہی ہے۔“

اسے لگا، اس کی ذات کو کسی نے حقیقت کا تھپڑ رسید کیا ہو۔

"میری اور اس کی دوستی کو ختم ہوئے سال گزر چکے وحید صاحب!" وہ کمزور سی آواز میں بولی۔

"غلط!" ان کا انداز ویسا ہی تھا۔ "تم نے دوستی بھلے ختم کی ہو مگر اس نے کبھی دوستی نہیں توڑی تھی۔"

"ہاں ہاں... میں ہی بری ہوں... مجھے ہی دوستی نبھانے نہیں آئی..." جب اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تو وہ یونہی خود کو الزام دیتی تھی کہ کوئی اور اسے الزام نہ دے سکے۔ مینو کی اس عادت سے وحید صاحب بخوبی واقف تھے۔ "مگر آپ کو یاد نہیں... اس نے کیا کیا تھا آپ کے ساتھ...؟"

"اس نے تو جو کیا سو کیا... تم نے کیا کیا تھا؟" وحید صاحب نے براہ راست کبھی اس سے ایسے سوال نہ کیا تھا۔ وہ ہقا بقا رہ گئی۔

"تو سالوں پرانی محبت اچانک بیدار ہو گئی ہے؟" بجائے شرمندہ ہونے کے مینو نے رعب جھاڑا۔

"ارے رہنے دو بیگم... میری محبت جاگنی ہوتی تو بہت پہلی جاگ گئی ہوتی... بہت پہلے ہی تمہاری جگہ وہ آ چکی ہوتی... مگر تم نے کبھی نہ مجھے سمجھا... نہ اس کو... جو تمہیں آج بھی اپنی اچھی سہیلی سمجھتی ہے... اور تم سمجھتی ہو اسے ایک رقیب!"

وحید صاحب کی باتوں پر وہ پگھلنے لگی تھی۔

موم در موم کا ڈھیر بننے لگی۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی بے بی میرے پاس آئی تھی، اس نے بتایا کہ لوگ کیسی کیسی باتیں کر رہے ہیں، کیسے فی الحال اپنا مان بچانا ہے اور سب مہمانوں کو احساس دلانا ہے کہ سب ٹھیک ہے... ورنہ سجل کا مذاق بن جائے گا... اس لئے میں تمہیں لینے آیا ہوں... آؤ نیچے چلو اور سب کو دکھاؤ کہ سب ٹھیک ہے..."

"بھلے کچھ ٹھیک نہ ہو!" مینو نے جانچتے ہوئے کہا۔

''ہاں بھلے ہی کچھ ٹھیک نہ ہو... مگر لوگوں پر یہ ظاہر کرنا کہ 'سب ٹھیک ہے' سے بہت ساری پریشانوں کے سر کٹ جاتے ہیں۔'' وہ فاصلے پر کھڑی تھی۔ وحید صاحب نے مینو کی طرف قدم بڑھائے۔

ایک: ''تم سمجھ رہی ہو؟''

دوسرا: ''نہیں...''

تیسرا: ''مگر تمہیں سمجھنا ہوگا۔''

چوتھا: ''بے بی کیلئے؟''

پانچواں: ''سجل کیلئے۔''

چھٹے قدم تک وحید صاحب اس کے پاس آ چکے تھے۔

''ٹھیک ہے!''

اس نے رضامندی دی۔ ''لوگوں کے منہ ذرا بند ہو جائیں... پھر ہم مہندی

www.novelsclubb.com

کی تیاریاں کریں گے، بے بی نے اسفند کو معافی مانگنے پر منالیا ہے، وہ لڑکے والوں کو جیسے تیسے لے آئے گا...اس لئے پریشان نہ ہو اور گھر کے نظام کو درست کرنے کی کوشش کرو... تم لڑکی کی ماں ہو... تمہیں پیش پیش ہونا چاہئے۔" وحید صاحب سمجھاتے ہوئے بولے تو مینو نے سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ٹھیک ہے... میری بیٹی کیلئے جو بہتر ہے، میں وہی کروں گی۔ ویسے یہ سب کہنے کیلئے بھی بے بی نے بھیجا ہے؟" سوال میں خفگی کا رنگ نمایاں تھا۔

"ظاہر ہے نہیں۔" وہ منہ پہ جھوٹ پتا نہیں کیسے بول گئے، مینو سمجھ کر بولی۔

"وہ میری دوست ہے... اور اپنی دوست کو میں آپ سے زیادہ جانتی ہوں۔
"

☆...☆...☆

کہتے ہیں جب محبت ہو جاتی ہے تو آسمان پہ چاند کچھ زیادہ ہی بڑا ہو جاتا ہے۔

تارے مزید روشن ہو کر جگمگ کرنے لگتے ہیں۔

فرش پر نرم ملائم ریڈ کارپیٹ بچھ جاتا ہے۔

ہر طرف پھول ہی پھول کھل جاتے ہیں۔

مدھم مدھم ہوا چلنے لگتی ہے۔

ہلکی سی خوشبو ہر سو بکھر جاتی ہے۔

بیک گراؤنڈ میں میوزک محسوس ہونے لگتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ایسی باتیں اکثر و بیشتر ہم سب نے فلموں، ڈراموں میں سنی یا دیکھی ہو گی... اس نے یہ سب سنا اور دیکھا تھا لیکن جب حقیقت میں اسے بھی پیار ہوا، تب اسے پتا چلا کہ یہ سب باتیں کہیں نہ کہیں ٹھیک ہی تھیں۔

اس وقت حاشر کو اپنے سامنے سیڑھیوں پر بیٹھی دری دکھائی دی جو چاولوں کا

پہاڑ بنائے، اس پہ ڈھیر سارا رائتہ ڈال کر اس کو کھانے میں مست دکھائی دیتی تھی۔ چاول تو وہ بھی بڑی لطافت کے ساتھ کھا رہا تھا مگر نظریں تھیں کہ بے باکی سے اس حسین چہرے پہ آ آ کر ٹھہرتی تھیں جو اس کی موجودگی سے یکسر بے نیاز، لاتعلق تھی۔ دری کو تو اس وقت اس سینے کے پیس میں زیادہ دلچسپی تھی جس کے ریشے ریشے کو توڑ توڑ کر وہ چاولوں پر رکھتی جا رہی تھی مگر شاید وہ حاشر کی نگاہوں سے ڈسٹرب ہوئی تھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ ایک سیڑھی چڑھ کر پھر اسی پہ جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔ تسلی تھی کہ وہ اب اسے نظر نہیں آ رہی ہو گی تبھی ایک بار پھر چاولوں پر جھک کر وہ مزے سے نوالے بنا بنا کر کھانے لگی پر پھر تبھی اس نے حاشر کی جانب دیکھا۔ وہ تو اب بھی اسے دیکھ رہا تھا اور وہ اب بھی پوری کی پوری اسے دکھائی دے رہی تھی۔ صحیح بات ہے... وہ اپنی بے وقوفی کے پیش نظر صرف ایک سیڑھی ہی چڑھ کر سمجھ رہی تھی کہ وہ چھپ گئی۔ یہ بات حاشر سمجھ کر ہنسا تھا، اور دری نے ناک چڑھایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"چھچھورا کہیں کا...!"

سب ملازم مہمان خانے میں بڑے بڑے ٹرے لئے جا رہے تھے، جہاں دور پرے سے آئے تمام مہمان موجود تھے۔ جبکہ قریبی خاندان کے سب لوگ ہی تقریباً بڑے سے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وحید صاحب، ناشاد صاحب، روشن صاحب (بجلی کے شوہر!)، شاہزاد صاحب، مختیار بھائی، نوید صاحب، عبد الحمید صاحب (فضیلہ بیگم کے شوہر) اور چند اور مرد بارہ Seatterڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے چاول کھا رہے تھے جبکہ بہت ساری عورتیں جن میں مینو، بے بی، بجلی، فضیلہ، خالدہ، صفورا اور ناہید باجی پلاسٹک کی کرسیوں پر بیٹھی تھی۔ اصغری اور مہتاب جیسی باقی تمام عورتوں کے ساتھ ساتھ، نوجوان لڑکیاں اور لڑکے بڑے بڑے دستر خواں فرش پر بچھا کر اس پہ بیٹھ گئے تھے۔ کچھ پلیٹس پکڑے کھڑے تھے تو کچھ سیڑھیوں پر قبضہ کئے بیٹھے تھے۔ مطلب جس کو جہاں جگہ ملی، چوں چرا کئے بغیر بس بیٹھ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

ذرا ذرا سے فاصلے پر بیٹھے چاول کھانے میں مصروف، وہ سب اس مکمل منظر کی تصویر کا ایک رنگ بن کر ابھر رہے تھے۔

وحید صاحب بڑی دلچسپی سے سب کو اکھٹا دیکھ کر سوچ رہے تھے۔بے بی نے سالوں پرانا وہ منظر آج زندہ کر دیا تھا کہ جس کی تصویر دھندلی ہو گئی تھی۔وقت کی گرد میں...رشتوں کی جدائی میں...ایک مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ چاول کھانے لگے۔بجلی بھڑ بھڑ کر جلتی،اسفند کو دیکھ رہی تھی جو بڑی جذب سے مٹھی کو دیکھنے میں مست تھا۔

مٹھی اور روحی سیڑھیوں پہ ساتھ ساتھ بیٹھیں تھیں۔روحی اپنے حصے کی بوٹی کھا چکی تھی،اب وہ بڑی ہی للچائی نظروں سے مٹھی کے چاولوں کے ساتھ پڑی بوٹی کو چیل کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔مٹھی کو ایک مکھی نے صحیح تنگ کر رکھا تھا۔مکھی کو ہٹانے کے چکر میں اس کی نظر پلیٹ سے بھٹک کر ہوا کے کسی حصے میں گئی تو بڑی ہی پھرتی سے روحی نے اس بوٹی کو اٹھا کر اپنی پلیٹ میں ڈالا اور بے نیاز ہو

کر چپ چاپ کھانے لگی۔ مکھی گئی تو مٹھی نے اپنی پلیٹ کو دیکھا۔ کچھ غائب غائب سا محسوس ہوا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا... جیسے وہ غائب شدہ چیز ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو... مگر پھر اس نے کاندھے اچکا کر واپس چاول کھانا شروع کئے اور فاصلے پہ کھڑا اسفند اس کے انداز پہ مسکراتا اب اپنی نظریں پھیر تا زیر لب بڑبڑایا۔

"کیا لڑکی ہے۔"

"واقعی کیا لڑکی ہے۔" عباد نے بھی افسوس سے روحی کو دیکھ کر سوچا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے۔ (دوسروں کے پلیٹ سے بوٹیاں چرا کر کھانے والی! تف ہے بھئی۔)

دری، حاشر سے پریشان ہو کر منہ موڑ کر بیٹھ گئی تو اس نے دیکھا... عباد، روحی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اب یہ روحی کو کیوں دیکھ رہا ہے؟" فوراً سے خطرے کا سائرن بجا۔

نہیں!

☆...☆...☆

"آآآآ..."

اچانک اسے پتا نہیں کیسے دھکا لگا تھا۔

وہ لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی... مگر پھر بچتے بچتے وہ سامنے سے آتے وجود سے جا ٹکرائی اور پھر دھڑام!

اس کا سر زمین پہ جا کر لگا۔ بیک گراؤنڈ میں دھڑ ادھڑ کوئی شور اٹھا... اسے کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔ وہ ناسمجھی سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تو آنکھوں کے سامنے ناچنے والا منظر بہت عجیب تھا۔

اتنا عجیب کہ اس کی آنکھیں پھٹی کہ پھٹی رہ گئیں۔

سارے رشتے دار منہ پھاڑے سب دیکھتے رہے۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا... کہ کسی کو کچھ سمجھ ہی نہ آیا... کہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ سین بالکل اسٹار پلس والا سین تھا... مضحکہ خیز!

چلو اس پورے سین کا ایک detail Analysis کرتے ہیں بالکل منصور علی خان کے جیسے...!

کھانے سے فارغ ہو کر روحی اٹھی تو دری نے پھرتی سے اس کے سامنے پیر کیا کہ روحی لڑکھڑا کر گرے مگر روحی کو گرانے کا پلان اس وقت فلاپ ہوا جب وہ گزر گئی اور دری نے پیر سامنے کیا اور روحی کے پیچھے سے آتی منٹھی لڑکھڑا کر روحی کو دھکا دیتی نیچے جا گری۔

روحی سامنے کھڑے عباد سے جا کر لگی۔

سب اس طرف متوجہ ہوئے...

شور پر بجلی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی تو وہاں سے گزرتے ملازم کا ٹرے چھوٹ

www.novelsclubb.com

کر بجلی پر گرا۔ چاولوں سے نہا کر بجلی چیختی آکر اصغری کے گود میں آکر بیٹھی۔

اڑتے چاولوں سے بچنے کے چکر میں مینو گھبرا کر کرسی کے ساتھ پیچھے کو لڑکتے ہوئے گری اور بے بی اس کو بچاتے بچاتے خود بھی گری۔

شانزے جو پانی دینے کیلئے اتنے گلاس بھر کر لا رہی تھی، بے بی کے گرنے پر وہ بھی خود کو نہ سنبھال پانے کے چکر میں گری اور ٹھڑ ٹھڑ ٹھڑ سارے گلاس پاش پاش ہوئے۔

"آئے ہائے مان کتھے پھنجو متھو پھاڑیاں؟" مینو حسب معمول مکالمہ ادا کرتی سر پیٹتی، شانزے کو جھٹکے سے دور کر رہی تھی۔

عباد، روحی کی چھوٹی سی مگر بہت خوبصورت اور سیاہ آنکھوں کی گہرائی میں ڈوبا ہوا تھا۔ روحی جھٹ سے ہوش کی دنیا میں آئی اور عباد کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر جلدی سے الگ ہوئی اور گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگی۔

www.novelsclubb.com

اتنی تباہی مچا کر مٹھی تو کب کی اندر بھاگ لی تھی۔

"آئے ہائے بے بی! تُو تو گر گئی۔"

مینو اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی اور ٹوٹے کانچ سے بچتے بچاتے وہ بے بی کو اٹھانے میں مدد کرنے لگی۔ "چوٹ تو نہیں لگی...؟" اسے اٹھا کر کپڑے جھاڑتی پوچھنے لگی۔ اس کی آواز میں فکر تھی جو بے بی کے علاوہ وحید صاحب نے بھی محسوس کی۔ وہ آخر بچپن کی سہیلیاں تھیں۔ اتنے سال ایک ساتھ گزارے تھے۔ بیچ میں ان گنت سال کی دوری آگئی تھی پر اب ملیں تھیں تو چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو نظر انداز نہیں کر پا رہیں تھیں۔

بے بی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ہنس پڑی۔ اسے ہنستا دیکھ مینو بھی ہنس پڑی۔

سالوں پہلے وہ دونوں ایسے ہی تھوڑی تھوڑی بات پر ہنستی تھیں۔

"تم تو کہتی تھی... کبھی نہیں گرو گی تو آج کیسے گر پڑی؟" مینو نے نا جانے کسی موڈ میں اس سے پوچھا۔

"اگر اسی طرح گرنے سے ہم پھر ایسے ہنس سکتے ہیں تو ایک بار نہیں سو بار نہیں ہزار بار گر سکتی ہوں۔" بے بی کی بات پہ مینو کو احساس ہوا... اتنی بے تکلفی اچھی نہیں۔ وہ سنبھل کر پوچھنے لگی۔

"لگی تو نہیں...؟" اب آواز میں سرد پن امڈ آیا تھا... نقلی پن۔

"پوچھنے کا شکریہ..." بے بی سب کی نظروں کا مرکز بن کر جھجکتے ہوئے کمرے میں جانے لگی۔

☆...☆...☆

"مٹھی تم باز آ جاؤ اپنی حرکتوں سے!"

بے بی نے مٹھی کو گھورا تو مٹھی تلملا کر بولی۔ "میری کوئی غلطی نہیں ہے

www.novelsclubb.com

بے بی! وہ تو مجھے...''

''...ہاں تمہیں تو جھٹکا لگا اور تم گر گئی...'' صفورا بیگم نے بات کاٹتے کہا تو مٹھی نے اثبات میں سر ہلایا۔ کہہ تو ٹھیک رہی تھی مگر کون یقین کرتا۔

''اچھا خاصا خوش گوار ماحول لگا ہوا تھا کہ بدمزگی کر کے آ گئیں۔'' خالدہ نے بھی ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''مگر میری تو اس میں کوئی غلطی نہیں۔'' مٹھی منمنائی مگر بے بی کے گھورنے پر چپ ہو گئی۔

دری خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی... بالکل میسنیوں کی طرح... اس کا پلان کامیاب ہو گیا تھا... اب تو کوئی ان تینوں کیلئے رشتہ نہیں مانگے گا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔

البتہ روحی کے ساتھ معاملہ کچھ اور تھا۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی، اسی شخص کو سوچ جا رہی تھی۔ جانے اس کی شخصیت میں ایسی کیا بات تھی جو اسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی۔ وہ کم گو تھا، اس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا۔ ایک عجیب سی خاموشی اور گہری چپ نے اس شخص کو اور دلکش بنا دیا تھا۔ اس کی گندمی رنگت، اونچا لمبا قد، گھنے سیاہ بال، اس کی شخصیت بہت ساحرانہ سی تھی۔ شادی کے سارے انتظامات وہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے نپے تلے انداز سے سب ملازم اس کے آگے پیچھے، مؤدب کھڑے اس کے حکم سنتے تھے اور اس کے حکم کی تکمیل کرتے نظر آتے تھے۔

روحی کو جھٹکا لگا تو وہ ہوش میں آئی۔ بے بی کچھ پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور تم بھی سنبھل کر نہیں گر سکتی تھی... سیدھا ہی عباد کے اوپر گر گئی۔"

"...پھر آپ بھی سنبھل کر گر نہیں سکتی تھی...؟ سیدھا ہی مینو کے اوپر گر گئی۔"

اس کے پٹ جواب پر خالدہ بیگم نے اپنا سر پیٹا۔ "ہو گئیں یہ بے وقوف اپنے

گھروں کی۔"

دری نے منہ پھلا کر کہا۔"چھوٹی بھابھی... ہمیں نہیں کرنی کوئی شادی وادی۔"

"ہو گی بھی نہیں لاڈورانی... بے فکر ہو جاؤ!" خالدہ بیگم نے منہ بگاڑتے کہا مگر دری تو الٹا خوش ہی ہو گئی۔

☆...☆...☆

"ہاں... میں بول رہی ہوں۔"

فون اٹھاتے ہی وہ صاحب بولے۔"ہاں تو بولو... میں نے منع کیا ہے کیا؟"

"اونہہ! میری بات غور سے سنو۔" وہاں سے سنجیدگی سے کہا گیا۔

"تو سن تو رہا ہوں۔" وہ صاحب آہستہ سے بولے۔

"پندرہ منٹ میں مجھے ڈرائنگ روم میں ملو!" وہاں سے حکم سنایا گیا اور فون

www.novelsclubb.com

بند!

☆...☆...☆

چائے بنانے کیلئے حمیدہ بیگم، چولہے کے پاس کھڑی تھی، جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی خالدہ بیگم خوش گپیوں میں مصروف تھی تو دری منہ بنا کر اس ابلتی چائے کو دیکھ رہی تھی۔

"...بس پھر رقیہ کو عقل آئی اور اس نے سمجھ داری کا ثبوت دے کر نند کی شادی کروا کے اپنے سے جان چھڑائی۔" کسی رشتے دار عورت کا ذکرِ غیبت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ دری منہ بنا کر کپ وغیرہ سیٹ کر رہی تھی۔

یہ نوید صاحب کا گھر تھا۔ خالدہ اور حمیدہ آپس میں رشتے دار تھی تو حمیدہ کے بار بار اسرار کرنے پر وہ اس کے ساتھ ڈی پی او ہاؤس سے کچھ فاصلے پر بنے اس گھر میں یونہی چکر لگانے آ گئی تھی اور دری کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ یہاں موجود تھی۔

"سچی بات ہے کہ آج کل کے لوگوں کا کچھ پتا نہیں چلتا...اچھے رشتوں کا تو جیسے کال ہی پڑا ہوا ہے۔" خالدہ بیگم نے ساری بات کا نچوڑ اس ایک ہی جملے میں کر دیا تھا۔ "پہلے دور ہوتا تھا کہ لڑکیوں کیلیئے ماں باپ پریشان رہتے تھے... مگر اب لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں کیلیئے ٹینشن ہوتی ہے جو معاشرے میں پتا نہیں کیسی سنگت میں اٹھتے بیٹھتے ہیں... کب کیسے لوگوں کی سنگت میں خراب ہو جائیں...اب یہ موبائل ہی دیکھ لو...اسے تو میں آلہِ فتنہ کہتی ہوں جس نے ہر چیز ایک ہاتھ کی پہنچ میں لا کر رکھ دی ہے،اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔"

"انتہائی خطرناک یہ موبائل نہیں...وہ پیشن گوئی ہے جو میں سنانے کیلیئے یہاں حاضر ہوا ہوں۔" خالدہ بیگم ابھی Analysis کر رہی تھی کہ حاشر کچن میں آتے ہوئے بولا۔

"اللہ خیر!" اس کی اچانک آمد پر حمیدہ بیگم نے جھٹکا کھایا تھا۔حاشر سلیب پہ چپلیں سمیت آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا تھا۔ "یہ چپلیں نیچے کرو۔" حمیدہ بیگم نے ڈانٹا

تو وہ سلیب سے ٹانگیں نیچے لٹکا کر چیخا۔

"اوہو میری بات سن تو لیں... ڈی پی او ہاؤس میں بڑی گند ہونے والی ہے۔

"

"تمھیں کتنی بار کہا ہے کہ گلی محلوں والی یہ زبان میرے سامنے مت استعمال کیا کرو۔" ماں نے حاشر کو ڈانٹ کھلائی تو دری ہنس پڑی تھی، خالدہ بیگم کے گھورنے پر خاموش ہوئی۔

"آئے ہائے امی میری بات تو سنیں..." وہ سنسنی پھیلاتے ہوئے بولا۔

"اسفند بھائی، سجل باجی کا رشتہ ختم کرنے والے ہیں۔"

"ہو!" حمیدہ بیگم کے ساتھ خالدہ بیگم کے منہ سے بھی بے ساختہ نکلا تھا۔

"ارے اسفند کا دماغ تو ٹھیک ہے؟" حمیدہ بیگم نے جھٹ کہا۔

"مگر کل تو شادی ہے۔" خالدہ بیگم بھی الجھی۔

"ویسے اسفند کی بھی عادت ہی ہے سب کو کچھ نہ کچھ سنانے کی۔" حمیدہ بیگم چائے کپ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"ارے میں کہہ رہا ہوں ناں کہ پکی پکی بات ختم ہونے والی ہے۔" حاشر نے دوبارہ دہرایا۔ "مینو چاچی تو دھاڑیں مار مار کر روئیں گی... اور امل! امل نے تو مجھے نچوانے کا بھی پروگرام بنایا ہوا تھا... سوچیں میرا مجرہ بھی کینسل!" اس کی سنجیدہ بات کب مذاق میں بدل گئی۔ خالدہ بیگم اور دری نہ چاہتے ہوئے ہنس پڑیں۔

حمیدہ بیگم نے اٹھا کر اس کے کاندھے پہ چپیڑ ماری۔ "کتنی بار کہا ہے کہ باہر کے لوگوں کے سامنے اپنی بے لگام زبان ذرا کنٹرول میں رکھا کرو۔"

www.novelsclubb.com

"ارے یہ کہاں کے مہمان...؟ اب یہ تو یہیں کہ ہو کر رہیں گے۔" وہ ذو معنی انداز میں بولا اور پھر حمیدہ بیگم سے پوچھنے لگا۔ "پھر کیسی لگی پیشن گوئی...؟ "

"ہاں بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔"

"مینشن ناٹ!" وہ ڈھٹائی سے بولا۔ حمیدہ بیگم کو چڑ لگی۔ ان کو اپنے بیٹے حاشر کا غیر سنجیدہ پن ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔

"دوسروں کی کتنی باتیں سننی پڑتی ہے مجھے تمہاری وجہ سے۔" وہ بولی تو حاشر حیران ہوتے بولا۔

"کون سی باتیں؟"

"یہ تمہاری عمر ہے ہر وقت ہنسی ٹھٹھا کرنے کی؟" حاشر پھر مزے سے جواب دیتے بولا۔

"تو کروادیں ناں میری شادی... میں راضی ہوں۔" نظریں دری کے سراپے پہ تھیں، دری نے الجھ کر اسے دیکھا۔ خالدہ بیگم نے بھی یہ شوخی نوٹ کی تھی، جبکہ حمیدہ بیگم کپ پکڑ کر خالدہ بیگم کی طرف بڑھاتے بولیں۔

"ہر وقت مذاق... ہر وقت مذاق!" حمیدہ بیگم بگڑیں۔ "کوئی اپنی زندگی

اتنے مذاق میں اڑاتا ہے کیا؟ دوسروں لڑکوں کو دیکھا ہے؟"

"ہاں دیکھا ہے... سارے کے سارے بد شکل، گوار...! ہیں ناں نادرین..." وہ اپنا پورا نام سن کر گڑبڑائی اور خالدہ بیگم سے بولی۔

"چھوٹی بھابھی میں واپس جاؤں؟" خالدہ بیگم نے یہ معاملہ محسوس کر لیا تھا، تبھی بولیں۔

"ہاں حاشر کے ساتھ چلی جاؤ...!"

حاشر سنتے ہی سلیب سے اتر کھڑا ہوا۔ "جی جی!" وہ اسٹائل سے کھڑا ہوتے بولا، تو دری نے بے بسی سے خالدہ بیگم کو دیکھا جو گھور کر اس کے ساتھ جانے کا اشارہ کرنے لگی۔

"دیکھو بہن کو حفاظت سے لے جانا۔" حمیدہ بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا تو حاشر نے گھور کر اپنی ماں کو دیکھا جبکہ خالدہ بیگم نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔

☆...☆...☆

”اتنے چھوٹے چھوٹے کپ میں چائے دیتے ہیں، ایک بسکٹ ڈبو کر کھاؤ تو چائے ختم!“

سارے کیبنٹ کھول کھول کر بڑے کپ ڈھونڈنے پر جب ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو مٹھی کچن میں کھڑی بڑبڑا رہی تھی۔ بے بی اور روحی شام کی چائے بنانے میں مصروف تھیں۔ ”میں آج بڑے کپ ڈھونڈ کر رہوں گی۔“

وہ دوسرے کیبنٹ کھول کر ان میں جھانک کر دیکھتی کہہ رہی تھی، پر یہاں بھی وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئی، تو کچھ سوچتی چھپتے چھپاتے ڈرائنگ روم کا رخ کیا جس میں ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ ایک شوکیس رکھا ہوا تھا جس میں ڈھیر برتن پڑے ہوئے تھے۔ وہ بنا کچھ سوچے سمجھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور ڈرائنگ روم میں موجود پہلے سے ہی کسی کو دیکھ کر فوراً باہر ہوئی۔ پھر جھانک کر اندر دیکھنے لگی تو بجلی کسی شخص کے ساتھ کھسر پھسر کرنے میں مشغول دکھائی دے

رہی تھی۔

”یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟“ وہ زیر لب بولی اور جھانک کر انہیں دیکھنے لگی۔

بجلی اور وہ آدمی... دونوں بالکل قریب بیٹھے جانے کیا سرگوشیاں کر رہے تھے۔

بجلی تو بڑی بنی ٹھنی ساڑھی پہننے والی ماڈرن عورت تھی، پر یہ آدمی مولانا ٹائپ کا لگ رہا تھا۔ شلوار کُرتا پہنے، اجاڑ حالت میں لگ رہا تھا۔ سفید ٹوپی پہنے، گھسا ہوا سینڈل پہنے جس کے کرتے سے کالر غائب تھا، داڑھی تھی تو مونچھیں غائب تھی، جوتے تھے تو اسٹریپ غائب تھے، عجیب ہی حلیے کا آدمی تھا۔ مٹھی کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے، جب کسی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔ ہاتھ ہٹا کر وہ اسی سین میں غرق رہی۔ تب آنے والے نے اس کے کان کے بہت قریب آ کر کہا۔

”تم ان لو برڈز کو کیوں ڈسٹرب کر رہی ہو؟“ مردانہ آواز پر وہ ایک دم ہی اچھلی اور پھر اس آنے والے کو دیکھنے لگی۔ وہ اسفندیار تھا۔ ”دونوں میاں بیوی کو

دیکھ رہی ہو... شرم نہیں آتی؟'' اسفند نے کہا تو مٹھی نے حیرت سے اندر دیکھا۔ وہاں واقعی روشن صاحب تھے۔

''نہیں نہیں... میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' وہ آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ کر سیڑھیوں کی طرف بھاگنے کی طاق میں تھی مگر اسفند بیچ میں حائل تھا۔

''گناہ ملے گا دیکھنا۔''

''میں نے کچھ نہیں دیکھا... میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' وہ معصومیت سے بولتی چپ ہوئی اور ایک دم سے ہی خاموشی چھا گئی۔ اسے لگا اسفند چلا گیا ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ ہاتھ ہٹائے اور آنکھیں کھولیں تو اسفند دونوں ہاتھ سینے پر باندھے، سیڑھیوں کی ریلنگ سے ٹیک لگائے سکون سے کھڑا تھا۔ جس کا مطلب تھا وہ سامنے سے ہٹ چکا ہے تبھی وہ گھبرا کر سیڑھیاں چڑھنے لگی یہ دیکھے بغیر کہ اسفند مسلسل اسے دیکھتے ہوئے ہنس رہا تھا۔

☆...☆...☆

"بسکٹ ہوں گے...؟ اصل میں چائے ابھی ملی ہے تو سوکھے منہ حلق سے نیچے اتر ہی نہیں رہی۔"

اصغری کمرے میں گھسی چلی آئی تھی۔

اس کے آتے ہی بے بی تنگ ہوتے ہوئے بولی۔"روحی... بسکٹ دو۔"

روحی جو ابھی ہی وہ بڑے سے بسکٹ (جو صبح کریانے والے سے لیکر آئی تھی اور یقیناً اصغری نے دیکھ لیا تھا) کارول چھپانے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ بے بی کے حکم پر سر تسلیمِ خم کرتے منہ بناتی، بسکٹ کارول بے بی کو تھمانے لگی۔

اس سے پہلے کہ بے بی کچھ بسکٹس نکال کر اسے دیتی، اصغری جھپٹا مار کر پورا بسکٹ کارول لیتی باہر نکلنے لگی تو سب ہقا بقا، اسے کمرے سے جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

زندگی ایک جمی ہوئی لکیر کی مانند جانے کیوں ایک ہی جگہ منجمد ہو گئی،

بے حد سرد... بے حد جامد... وہی سوچ پھر ایک دم عود کر آئی۔ وہ خود کو ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اس کھڑکی کے سامنے لا کھڑا ہوا۔ وہی ہزاروں بار کا دیکھا ہوا، غیر دلچسپ منظر...

شام کا نیلا گگن، مٹیالے بادلوں سے گھرا ہوا سبک خرام ہوا کے سنگ پھول پودے جھکے جا رہے تھے۔

ان کو دیکھتے ہوئے کم از کم کچھ اور دیر کا وقت گزر جائے گا...

خواہ کسی طور ہی سہی!

تبھی اسفندیار اس کے کمرے کے اندر آیا اور وہ اپنی سوچیں ایک طرف کو رکھتے ہوئے اس کے سامنے بڑھا۔

"آج جلدی آ گئے... ورنہ ہمیشہ رات کو ہی تم اپنی شکل دکھاتے ہو!"

"ہاں تمہیں لینے آیا ہوں۔" اسفند کے کہنے پر اس نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کہاں؟"

"بے بی کے پاس!"

"مگر کس لئے؟" فرجاد پریشان ہوا۔

"یار اصل میں کھانے کا تو سارا انتظام وغیرہ ہو گیا ہے بس ڈیکوریشن کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا، اس کیلئے تمہارا گھر ہونا ضروری ہے۔"

"مگر..."

"کوئی اگر مگر نہیں... بے بی نے بھی کسی کام کے سلسلے میں بلایا ہے۔" اب بے بی کا نام آ گیا تو اسے ناچار اس حصے کی طرف رخ کرنا پڑا جہاں جانے سے وہ کتراتا رہا تھا۔

فرجاد قریشی گھر میں داخل ہوا تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ لمحے

www.novelsclubb.com

پھر کو وہ ٹھٹک کر رک گیا۔اس کو رکتے دیکھ اسفند نے کہا۔

"کیا کر رہے ہو... چلے آؤ!"

فرجاد نے گھر میں قدم رکھا تھا۔ایک چہل پہل تھی۔تیاریاں عروج پر تھیں۔وہ اسفند کی رہنمائی میں تھکے ماندے قدموں سے چلتا ہوا بے بی کے کمرے میں آ گیا۔بے بی دیکھتے ہی شکوہ کرتے بولی۔

"تین دن سے تم نے شکل نہیں دکھائی!"

"یہیں تھا... میں نے کدھر جانا ہے۔" وہ نرمی سے بولا۔

"دیکھو... شام ڈھلنے کو ہے اور ابھی تک انتظامات مکمل نہیں ہوئے تو پلیز باقی لڑکوں کے ساتھ جا کر ذرا انتظامات دیکھ لو...!" بے بی نے کہا تو وہ سر ہلاتا اسفند کے ساتھ کمرے سے باہر نکلنے لگا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔کوئی پھول لگاتا دکھائی دے رہا تھا، کوئی فیری لائٹس ٹانگ رہا تھا... کوئی کسی اور قسم کی ڈیکوریشن

www.novelsclubb.com

میں مصروف تھا۔ کوئی چھت پر کرسیاں لگوا رہا تھا... پہلے مہندی کا فنکشن باہر والے میدان میں کرنے کا سوچا گیا تھا مگر پھر گلیوں میں پارکنگ کا بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جانا تھا، اس لئے بالکل عین وقت پر چھت پر انتظامات شفٹ کئے گئے تھے، اس لئے بھی انتظامات کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا۔ عباد، حاشر، دانی، اشعر، سائر، مائر اسفند کے بعد اب فرجاد بھی انتظامات کرنے میں پیش پیش دکھائی دیتا تھا۔

امل، سجل کو لیکر پارلر جا چکی تھی اس لئے بھی فرجاد کو فی الحال تسلی تھی کہ شاید قدرت بھی یہی چاہتی ہے کہ ان کا حسین ٹکراؤ فی الحال نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔

شام ڈھلے تک انتظامات تقریباً مکمل ہو گئے تھے۔ تقریب تو فقط مہندی کی تھی مگر کلاس اور اسٹیٹس کے تحت اقدامات انتہائی پر وقار تھے۔ ہر شے معمول پر تھی۔

اتنے مکمل اور خوبصورت انتظامات دیکھ کر اس کے دل پر کیسی کیسی قیامتیں

گزر رہیں تھیں، دل جیسے پھٹا جا رہا تھا، مگر ضبط کس قدر لازم تھا۔

جب ضبط کا ضبط جواب دینے لگا تو وہ چھت سے نیچے اترنے لگا مگر تبھی سیڑھیاں چڑھتی، وہ تر و تازہ چہرے والی لڑکی اس گھڑی فرجاد کی طرف متوجہ تھی، اور بڑی شگفتہ سی مسکراہٹ اس کے گداز لبوں کا احاطہ کئے ہوئے تھی اور اس کی جگنو سی آنکھیں کتنی آب و تاب سے چمک رہیں تھیں۔

اس چہرے پر ایسا خاص کیا تھا؟

کیا کشش تھی جو نظروں کے سنگ باندھ رہی تھی۔

کچھ اس درجہ خوبصورت بھی نہ تھی وہ...

پھر...

دل سے ایک بار پھر سوال اٹھا تھا

نظریں ایک بار پھر از سر نو اس کا جائزہ لینے لگی تھیں اور نگاہ لمحہ بھر میں اس

www.novelsclubb.com

کی چمکتی آنکھوں پر ٹک کر رہ گئی تھی۔ وہ جادو سی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ وقت خواب خواب گزر رہا تھا اور وہ خاموش تھا۔

نگاہ لمحہ بھر کو چرائی تھی۔

اندر کہیں پھر متواتر شور ہونے لگا تھا... مگر وہ جیسے خود پر بند باندھتے ہوئے دانستہ اس وجود سے نظریں چراتا سیڑھیاں اتر گیا۔

سجل قریشی اس کے لئے کوئی اجنبی تو نہ تھی، پھر بھی ایسا رویہ... سجل کتنی حیران رہ گئی تھی۔

☆...☆...☆

فنکشن کیلئے مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔

اسفند نے وحید صاحب کو لڑکے والوں کے آنے کی تسلی دے دی تھی مگر حقیقت کیا تھی وہ بس اسفند ہی جانتا تھا۔ وہ اس پل ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا

اس لئے اس نے ہر چیز کو قسمت کی ہواؤں پر چھوڑ دیا تھا۔

ڈھولک کی تھاپ پر گیت گاتی، رنگ برنگی کپڑوں میں ملبوس وہ سب لڑکیاں گول دائرہ بنا کر ایک جگہ بیٹھی فنکشن کی رونق میں اپنا اپنا حصہ ڈال رہیں تھیں۔

"یار... ہماری تو حسرت ہی رہ جائے گی کہ کوئی ہمارے ساتھ بھی سیلفی کھنچوا لے۔"

اس فقرے پہ سیلفی لیتی دری نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا جو بڑی لاپرواہی سے ایک طرف کو کھڑے بظاہر ایسے دکھانے لگے جیسے وہ آپس میں بات کر رہے ہوں مگر دری کو یقین تھا کہ یہ جملہ اسی کے اوپر طنز کسنے کیلئے کہا گیا تھا اور کہا بھی اور کسی نے نہیں... سو فیصد اسی حاشر کے بچے نے تھا۔

منہ بنا کر دری دوسری سمت دیکھنے لگی۔

"شکر ہے اللہ نے ہم مردوں کو خوبصورت پیدا کیا ہے، ورنہ ہم کہاں بیوٹی

پارلرز میں دھکے کھاتے پھرتے۔" حاشر نے کہا تو دانش سے تھا مگر یہ سنتے ہی دری کا منہ آدھا کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میں تمہیں بیوٹی پارلر سے تیار ہوئی نظر آرہی ہوں؟" اس نے غصے سے آگے آجانے والی چوٹی کو پیچھے کیا اور کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر غصے سے بولی۔

"میں تمہیں بیوٹی پارلر سے تیار ہوئی نظر آرہی ہوں؟" اس نے دری کے ہی انداز میں اپنی فرضی چوٹی کو پیچھے کرتے، کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کر ہو بہو اس کی نقل اتارتے مضحکہ خیز آواز میں کہا اور دانش کو تالی مار کر اب ہنسنے لگا تھا۔

دری کا منہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔ "میرے منہ نہ ہی لگو تو اچھا ہے..."

"ورنہ کیا کرو گی؟" وہ آنکھیں مٹکا کر بولا۔

"منہ توڑ دوں گی..." وہ دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

"تو آؤ نا کسی دن... منہ توڑ کر جاؤ۔"

www.novelsclubb.com

”میں بجلی کو بتا دوں گی کہ ان کو رات کو بھوت بن کر ڈرانے والے تم لوگ تھے۔“

دری نے نخوت سے دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔

”واہ... یار دانی... تم نے کبھی کسی شاعر کی غزل کو انسانی صورت میں دیکھا ہے؟“

”یار لیڈر... !“ دانش پہلی بار اس سے بولا۔ ”بڑے تیکھے اور انتقامی تیور لگ رہے ہیں تمہاری محترمہ کے...“

”اطمینان رکھو... نہ تو کاٹ کھائے گی... نہ جان لے گی۔“

رش میں جب تک وہ اوجھل نہ ہوئی... وہ اسے دیکھتا رہا تھا۔

☆...☆...☆

محبت کچھ ایسا

دقیق معاملہ بھی نہیں

کہ سمجھ نہ آسکے

بہت آسان ہے یہ...

بڑے آرام سے سمجھ آجاتی ہے

اس کی زبان

ہاں...

مشکل ہے اس کے اسرار و بھید

مگر

بات صرف ماننے کی ہے...

دور کہیں سے میوزک کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔

وہ منہ بگاڑتا ہوا جب کچن میں داخل ہوا تو روحی کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا۔(یقیناً

www.novelsclubb.com

کچھ کھانے کیلئے آئی ہوگی۔)وہ کوفت سے بولا۔

”آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟“، مگر اگلے ہی پل وہ انجانے سے احساس میں گھر گیا۔

روحی اس کے ہنگامی دورے پر گڑ بڑائی تھی۔وہ پہلے ہی ایک دم سے جاگے ہوئے اپنے احساسات کے ہاتھوں بوکھلاہٹ کا شکار تھی کہ براہ راست وہ بھی اس کے سامنے آگیا تھا۔اس کے سوال پوچھنے پر وہ سر کھجاتے بولی۔

”وہ...چائے بنانے آئی تھی۔“

شام سے اضطراب نے مستقل طور پر دل کے سارے علاقے میں پہرے ڈال دیئے تھے۔

کیسے رازوں سے شناسائی پا گیا تھا دل!

بس ایک لمحہ...اور کیسے سارے منظر بدل گئے تھے۔

الگ الگ سازوں سے نکلنے والے سروں کے انداز میں دل دھڑک رہا تھا۔

آج سے پہلے تو ایسا کبھی کچھ نہ ہوا... پھر آج کیوں...؟

دل، اس کو کچن کے کاؤنٹر پر کھڑا دیکھ کیوں مسرور ہوا تھا؟

وہ خود کس قدر حیران سا تمام منظر نامے کو تکتا چلا جا رہا تھا۔

"تم کھانے پینے کی بہت شوقین لگتی ہو۔" انگلیوں پہ گن گن کر الفاظ بولنے والا آج اس سے بے مقصد بات کیوں پوچھنے لگا...؟ وہ بھی اس کے ذات کے بارے میں...؟

"ہاں..." وہ ناسمجھی سے بولتے ہوئے چونک کر بولی۔ "... نہیں نہیں... میں تو بس اتنا ہی کھانا پینا پسند کرتی ہوں جتنا کہ ایک عام انسان کھا پی لیتا ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

"واقعی؟" روحی کو اس کے انداز بڑے عجیب لگتے تھے۔ روبوٹک

www.novelsclubb.com

سے... کوئی جذبات ہی نہیں... اب واقعی طنز اً کہا گیا تھا... یا سمجھ آنے پہ کہا گیا
تھا... وہ طے نہ کر پائی۔

آگے بات بڑھانا بے وقوفی تھی اس لئے وہ جلدی جلدی چائے کپوں میں
ڈالتی، اب ٹرے سنبھالتی، سنبھال سنبھال کر باہر جانے لگی۔

اس پورے وقفے میں وہ اسے سپاٹ انداز میں دیکھتا رہا۔

سرد پہاڑ کے جیسا تھا وہ... دلکش... مگر سرد!

☆...☆...☆

"میں نہیں جارہی باہر! آں ں ں ں ں..."

زلو پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنا سوٹ پکڑے روئے جارہی تھی۔ بجلی نے جل
کر کہا۔

"تو یہی مرو... بیٹھی رہو... اور اپنی قسمت پر روتی رہو!"

آج کل کی لڑکیاں سب کچھ برداشت کر سکتی ہیں مگر کسی کی شادی میں اپنے جیسا ہو بہو سوٹ کسی اور کو پہنا ہوا برداشت نہیں کر سکتیں۔اور سوٹ بھی اپنے سے دگنی عمر کی عورت نے پہن رکھا ہو تو دل سے برا لگتا ہے۔بہت زیادہ برا۔

یہی سین بے چاری زلو کے ساتھ ہوا۔کسی مہمان خاتون نے بالکل اسی کے جیسا سوٹ تقریب میں پہنا ہوا تھا جس کو دیکھ کر شانزے اور ردا نے اس کا خوب مذاق اڑایا تھا اور اب زلو ماں کے ساتھ لگی رو رہی تھی،اور اس کا خیال تھا کہ ماں اس کو لاڈوں سے بہلائے گی،پچکاریں گی مگر بجلی سے ایسی امیدیں کوئی احمق ہی کر سکتا ہے...اور زلو واقعی احمق ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”مجھے نہیں رہنا یہاں...میں جا رہی ہوں۔“وہ بہتی ناک کو ٹشو سے صاف کرتی انتہائی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔آپ لوگ دیکھتے تو یقیناً ہنستے۔

”اوہو زلو...تم لڑکیوں کے ساتھ ہوتی ہی کیوں ہو...؟“بجلی نے جل کر کہا۔”جب تمہیں کہا ہے کہ اسفند کے آس پاس گھوما کرو...اسے شیشے میں اتارا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرو... تو تم سنتی کیوں نہیں ہو...؟"

"وہ تو دیکھتے ہی مجھ پہ چیختا ہے... مجھے نہیں پسند اسفند بھائی!" وہ منمناتے ہوئے بولی تو بجلی نے سر پیٹا۔

"بھائی کی بچی! تجھے کتنی بار کہا ہے وہ کوئی تیرا بھائی وائی نہیں..." بجلی کا موڈ سخت خراب تھا۔ "یہ موٹی عقل پتا نہیں کس پہ چلی گئی ہے... جبکہ نہ اس کی ماں ایسی... نہ باپ!" دانت پیس کر بولتی بجلی کمرے سے جانے لگی۔

کمرے سے نکل کر ویران کوریڈور میں یہاں سے وہاں جب کوئی نہ دکھائی دیا (کیونکہ سب چھت پر مصروف تھے) تو وہ اب رازداری سے قدم بڑھاتی ہوئی مینو کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گھس گئی تو کپوں کا ٹرے لے جاتی روحی فاصلے سے بجلی کی یہ حرکت دیکھ چکی تھی۔

"یہ مینو کے کمرے میں کیا کرنے جا رہی ہے...؟" وہ خود سے ہی سوال کر کے خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے بولی۔ "چوری...؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆...☆...☆

اس کھلے میدان میں بڑے بڑے دیگھ تیار ہو رہے تھے۔ دہکتے انگاروں سے خارج ہونے والا کوئلوں کا دھواں ہوا میں گھل مل چکا تھا، جو وہاں کھڑے انسانوں کے نتھنوں میں گھسا چلا جا رہا تھا جس کی دلخراش چبھن مختیار بھائی اپنے گلے میں محسوس کرتے ہوئے بولا۔

''ہائے روشن بھائی! تم ادھر کس لئے منہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہو؟'' روشن بھٹی نے ابرو اٹھا کر کہا۔

''ہم یہاں بیٹھے ہوئے نہیں ہے... بس زمانے کو دکھانے کیلئے رکے ہوئے ہیں۔'' وہی کٹیلا انداز!

''کیا ہو گیا ہے روشن بھائی... کیوں نروٹھے روٹھے سے لگ رہے ہو...؟'' روشن بھٹی صاحب تو جیسے پھٹنے کو تیار بیٹھے ہوئے تھے۔

"مختیار بھائی! دل پہ ہاتھ رکھ کر سچ کہو... کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے ساتھ اس شادی میں کیسا رویہ رکھا جا رہا ہے؟ کہنے کو میں دلہن کا پھپھا ہوں، مگر پھپھا والی عزت کوئی نہیں مل رہی ہے۔ بس خاموش تماشائی بن کر بیٹھا ہوں... اسی پہ سب کو اطمینان ہونا چاہئے۔" وہ نخوت سے بولتے جا رہے تھے۔ مختیار بھائی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"غصہ چھوڑ دو بھائی!"

"نہیں نہیں... غصہ تھوڑی ہوں... غصہ کیوں کروں گا... اپنا مانا ہوتا... تو اپنا سمجھ کر ہم بھی سب کو چار چیزیں بتاتے ان کو... میں نے کچھ نہیں بتایا ان کو... دس چیزیں غلط کر رہے ہیں... مجھے نظر بھی آ رہا ہے مگر میں کیوں بتاؤں؟ جب تم لوگ مجھ سے پوچھ ہی نہیں رہے ہو تو میں کیوں بتاؤں؟"

"شادیوں میں سو چیزیں ہو جاتی ہیں... سمجھا کریں!" مختیار بھائی سادگی سے بولے۔

"یہی... اسی وجہ سے میں نے کہا کہ صبح سے میں فارغ بیٹھا ہوں... لاؤ ذرا میں لفافے کا حساب لکھ دیتا ہوں مگر نہیں... یہاں لا کر بٹھا دیا کہ کھانا دیکھ لو... نہیں تو سیدھا کہہ دوناں کہ روشن بھٹی... تم پر بھروسہ نہیں ہے... روشن بھٹی تو چور ہے..."

مختیار بھائی سمجھ گئے کہ یہ ایسے ہاتھ نہیں آئیں گے اس لئے مدعا بدلتے ہوئے بولے۔"اچھا روشن بھائی، آپ کے محلے میں وہ ناٹا سا ایک آدمی تھا ناں... اس کا کیا ہوا؟"

روشن بھٹی کچھ سوچتے ہوئے بولا۔"کون...؟"

"وہی... جس کی زمین کا کوئی چکر تھا... ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر چار بھائی لڑ لڑ کر مر گئے تھے۔"

یاد آتے ہی روشن بھٹی بولا۔"ہاں... وہ ضمیر لغاری!"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں ہاں... کیسا ہے وہ؟"

"بڑا برا ہوا ہے بے چارے کے ساتھ...!" روشن بھٹی جو ابھی غصے سے پھٹنے کو تیار کھڑا تھا، افسوس کی کیفیت میں ڈوب گیا۔

"آئے ہائے ایسا کیا ہو گیا۔" مختیار بھائی نے پوچھا۔

"ضمیر کا ایک بیٹا تھا اللہ دتہ!"

"تو یہ مسئلہ ہوا تھا بے چارے کے ساتھ...؟" مختیار بھائی نے تعجب سے پوچھا۔

"مسئلہ یہ نہیں ہوا کہ بیٹا ہوا... مسئلہ یہ ہوا کہ بیٹا مر بھی گیا۔"

"چچ چچ چچ... واقعی بڑا برا ہوا۔" مختیار بھائی افسوس سے بولتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "... مگر کیسے؟"

"ضمیر بتا رہا تھا کہ اللہ دتہ کی موت shock سے ہوئی تھی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اللہ دتہ کو مرنے کا شوق تھا...؟" مختیار بھائی افسوس سے سر ہلانے لگے۔

"چچ چچ! یہ نئی نسل کو تو پتا نہیں کیسے کیسے شوق پال لینے کا چسکا لگا ہوا ہے۔"

"اوہو... شوق نہیں shock... مطلب اسے بجلی کا جھٹکا لگا تھا۔" تبھی روشن بھٹی کا فون بجا۔ وہ فون کان سے لگاتے اٹھ کر چل دیئے تو مختیار بھائی نے افسوس سے زیرِ لب کہا۔

"ہاں بجلی ہے بھی تو بہت بھاری بھرکم! تعجب نہیں کہ اس کے جھٹکے سے کسی کی موت ہو جائے!"

☆...☆...☆

مہندی کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔ رنگ برنگ کے آنچل لہراتیں، خوبصورت لڑکیاں، رنگین تتلیوں کی مانند ادھر ادھر اڑی جا رہی تھیں جبکہ چھت سے منسلک کمرے کی کھڑکی میں وہ دونوں ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے کھڑا اعباد تھا جو نہایت محویت سے روحی کو دیکھ رہا تھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کچن میں کھڑی

چائے بنا رہی تھی اور اب دری اور مٹھی کے ساتھ بیٹھی، چائے پیتے جانے کس بات پر زندگی سے بھرپور قہقہے لگا رہی تھی۔

کتنی پیاری لگ رہی تھی وہ اس وقت...

تب ہی شاید اس کی بے قرار نگاہیں بار بار، اس دلکش سے چہرے کا، بڑی بے خوفی سے طواف کر رہیں تھیں۔ یہ وہی لڑکی تھی جس کو دیکھ عباد کا موڈ خراب ہوتا تھا... وہی لڑکی جو ہر وقت کچھ نہ کچھ کھانے کیلئے اتاولی نظر آتی تھی... اور عباد کو یہ کھانے کے پیچھے مرنے مارنے والے لوگ کس قدر برے لگتے تھے... مگر اللہ کی قدرت... کہ اسے اسی لڑکی کو دیکھ کر وہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کو سب محبت کا نام دیتے ہیں...

محبت!

کتنا فضول جذبہ ہے ناں...

تب ہی تو گلاب کی پنکھڑیوں جیسے احمریں لبوں پر، جاندار مسکراہٹ آپ ہی آپ پھیلی جا رہی تھی۔

"اہم اہم!" گلا کھنکارتے ہوئے کسی نے اس کی محویت میں ارتکاز پیدا کیا، تو عباد سنبھل کر سیدھا ہوا۔ "کیا تمہاری ریاضت میں خلل ڈال دیا؟" اس کی آواز میں بلا کا اطمینان تھا۔

"کیسی ریاضت؟" عباد سپاٹ انداز میں بولا۔

"سنا ہے... محبت سے چھٹکارا پانے کیلیۓ ریاضت کرنی پڑتی ہے..." حاشر کے لہجے میں چھیڑ چھاڑ والی کھنک شامل تھی۔ "اس بلا سے ایسے ہی پھوکٹ میں چھٹکارا نہیں مل جاتا!"

"کیا بکواس ہے!" عباد ہمیشہ کی طرح جھنجلایا اور اگلے ہی پل اپنے مخصوص انداز میں نپے تلے قدم اٹھاتا وہاں سے دور ہوتا گیا۔

”روبوٹ کے اندر بھی محبت کی امر بیل کا گھیراؤ ہو رہا ہے... گڈ!“

حاشر نے سر گھما کر اس کی پشت کو دیکھتے زیرِ لب بڑبڑایا، پھر سامنے کا منظر دیکھا۔ دری کی غلافی سیاہ آنکھوں میں خوشی کے ہزاروں دیپ روشن تھے۔ حاشر نے بھرپور محبت سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا، اور کھوئے ہوئے انداز میں بولا۔

”بری بلا ہے عشق!“

☆...☆...☆

”بجلی دکھائی نہیں دے رہی؟“

مینو اپنے منہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے گزری تو روحی چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ بجلی واقعی غائب تھی۔ کہیں تھوڑی دیر پہلے کا وہ وسوسہ حقیقت کا روپ تو نہیں دھارنے والا؟ اس نے دری اور مٹھی سے کہا۔

”سنو ایک بات بتاؤں!“ وہ دونوں بکریوں کی طرح منڈھیاں ہلانے

لگیں۔ ''میں نے ناں... بجلی کو مینو کے کمرے میں چوری چھپے جاتے دیکھا تھا۔''

''تو بھلی جائے... ہمیں کیا؟'' دری سن کر جان چڑھانے والے انداز میں بولی۔

''نہیں دری... کوئی چکر ہے۔'' مٹھی کو بھی شام والا واقعہ یاد آیا۔ ''میں نے بھی شام کو بجلی اور اس کے شوہر کو کوئی کھچڑی پکاتے دیکھا تھا۔''

''وہی کھچڑی کھا رہے ہوں گے مینو کے کمرے میں... تم لوگ بھی ناں!'' دری کا بھی اللہ ہی حافظ تھا۔

''اوہو... کھچڑی مطلب... سازش!''

''اچھا...'' دری سمجھ کر بولی۔ ''تو اس کا مطلب وہ مینو کے کمرے میں سازش کھا رہے ہوں گے... مگر تم لوگوں نے کبھی سازش کھائی ہے...؟ کیسی ہوتی ہے...؟''

www.novelsclubb.com

"میں سمجھ گئی ہوں... وہ بجلی اور اس کا شوہر چوری کرنے کیلئے ادھر آئے ہوئے ہیں۔" مٹھی سمجھ کر بولی۔ "آؤ... ان لوگوں کو expose کرتے ہیں۔"

"بے بی مار مار کر ہمارا سارا ایکپوز نکال دے گی۔" روحی منمنائی۔

"تو چلو... بے بی کو بتا دیتے ہیں..." دری پٹ بولی۔

"مگر ویسی بات نہ ہوئی تو...؟" مٹھی نے اپنے آپ میں سمجھداری کا مظاہرہ کیا۔

"پھر اب کیا کریں؟" دری منہ بناتے بولی۔

"پہلے ہم خود اپنی آنکھوں سے کنفرم کر کے آتے ہیں... پھر جا کر بے بی کو بتاتے ہیں۔" روحی کی بات پہ انہوں نے لبیک کہا اور چھپ چھپا کر وہ تینوں یہاں سے غائب ہو کر دیواروں سے چھپتی چھپاتی مینو کے کمرے کے باہر آ کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"یہاں تو کوئی بھی نہیں!" مٹھی نے منہ بنا کر روحی سے پوچھا۔

دری ہوا سونگھتے ہوئے بولی۔ "ہاں ہوا میں کھانے کی خوشبو بھی نہیں... کوئی کچھ کھا بھی نہیں رہا۔"

تبھی سیڑھیوں کی طرف سے کسی کے قدموں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔

"لگتا ہے کوئی آرہا ہے چھپ جاؤ!" وہ تینوں ایک دم ہی کسی کونے میں چھپ گئیں۔ کسی کے قدموں کی آواز اس طرف آتی سنائی دینے لگی۔ انہوں نے چپکے سے کوریڈور میں دیکھا۔ بجلی بمعہ اپنے شوہر کے مینو کے کمرے میں گھسی، اور چند منٹ بعد بیش بہا قیمتی سامان اٹھا کر شوہر کے ہمراہ نیچے لے جانے لگی۔

"دیکھا... میں کہہ رہی تھی ناں... یہاں دن دہاڑے چوری ہو رہی ہے۔" مٹھی بولی۔

"دن دہاڑے نہیں... رات دہاڑے۔" روحی نے تصحیح کرنا ضروری سمجھا۔

www.novelsclubb.com

کونے سے نکل کر انہوں نے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ تھوڑا ہی اور سامان نکلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا... بجلی کا ایک آخری چکر...

''لگتا ہے بے بی کو بلانے کیلئے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے... اس لئے میری پلاننگ سنو!'' دری نے سرگوشیانہ انداز میں ان کو جلدی جلدی ایک پلان سنایا۔

☆...☆...☆

ڈی پی او ہاؤس کی رونقیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔

ڈھولک کی تھاپ پر لڑکیاں بالیاں بڑے مدھر سر بکھیر رہی تھیں۔ گاہے بگاہے ہنسی کے جلترنگ فضاء کو مزید پُر کیف کر رہے تھے۔ تازہ لگی پھولوں کی لڑیوں سے نکلتی مہک نے چار سمت ایک جادو سا پھیلا دیا تھا۔ مینو، موقع کی مناسبت سے اسٹائلش سا سوٹ پہنے یہاں وہاں مہمانوں کی آؤ بھگت میں لگی دکھائی دیتی تھی۔ بیٹی کی رسمِ حنا کا وقت کچھ ہی دیر میں شروع ہونے والا تھا... اور ظاہر

ہے یہ وقت تبھی شروع ہوگا کہ جب لڑکے والے آئیں گے مگر ان کی آمد دور دور تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اسفند ابھی تک یہی کہہ رہا تھا کہ وہ آئیں گے... وہ مسلسل ان سے رابطے میں ہے... اس لئے باقی سب تسلی سے فنکشن کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ ویسے بھی فنکشنز میں اور کام ہی اتنے سر پہ سوار ہوتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں اہم کام ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ دوپہر کو مینو نے بھی بجلی کو کسی اہم مشن پہ لگایا تھا، مگر اب وہ اس مشن کو بھول گئی تھی۔ اصولاً تو اس کے چہرے پر خوشی اور شادمانی کے رنگ چھلکنے چاہیئے تھے، مگر ان رنگوں کے بجائے ایک گہرا اضطراب اس کی آنکھوں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ سب سے ملنے ملانے میں وہ اپنا ذہن کسی اور سمت موڑنا نہیں چاہ رہی تھی۔

وہیں بے بی اور ناہید باجی اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔

وحید صاحب اپنے سیاسی اور قریبی دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں محفل سے لاتعلق کھڑے تھے۔ حاشر و دگینگ ایک نئے منصوبے کے بابت سوچ وبچار

www.novelsclubb.com

کرنے میں مصروف دکھائی دیتا تھا جبکہ خالدہ بیگم اور صفورا بیگم لوگوں کے ٹھاٹ بھاٹ دینے میں اس قدر مصروف تھیں کہ انہوں نے ان تینوں بے وقوف لڑکیوں کی غیر موجودگی کو محسوس نہیں کیا تھی...یہی وجہ ہے کہ نظر ہٹی...اور درگھٹنا گھٹی!

نیچے سے ڈھڑ ڈھڑ کے آواز بلند ہوئے تو بے بی، ناہید باجی، خالدہ، صفورا، مینو اور باقی لڑکے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔"اب یہ کیا ہے؟"

مہمان ان آوازوں پر چمگوئیاں کرنے لگے۔بے بی کی چھٹی حس نے فوراً ان لڑکیوں کا اسے یاد دلایا۔اس نے تا حدِ نگاہ ان کو ڈھونڈنے کے چکر میں نظریں دوڑائیں اور جیسا وجدان اسے جھنجھوڑ رہا تھا...ویسا ہی ہوا...وہ تینوں غائب تھیں...ایک ساتھ! وہ صفورا بیگم اور خالدہ بیگم کو مہمانوں کا سنبھالنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے آنے لگیں...اور نیچے بھی حیرت کے پہاڑ!

سارے گھر میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔

”کوئی ہے ادھر؟“ اندھیرے میں مینو کی آواز سنائی دی تھی۔

”ادھر اندھیرا کیوں ہے؟“ عباد کی آواز برآمد ہوئی۔

ایسی چیخ و پکار مچی کہ ہر طرف سے بھانت بھانت کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔ابھی بھی کئی اور قدموں کی آوازیں ادھر ادھر سے اٹھ رہیں تھیں۔کچھ کے موبائلوں کی ٹارچ بھی جل گئی تھی۔اسی کی مدد سے عباد نے جب لائٹس کے سوئچ آن کئے تو حقیقت جوان کے سامنے نورافاتحی کی طرح ناچ رہی تھی اس کو دیکھ کر وہ سب ششدر ہی رہ گئے۔

زیور... برانڈڈ سوٹز، قیمتی میک اپ کا سامان... اور جوتے اور واچز کے ڈبے اور نا جانے کتنا قیمتی سامان زمین پہ بے آبرو پڑا ہوا تھا... ساتھ بجلی گری ہوئی تھی بمعہ روشن بھٹی کے... جو رنگے ہاتھوں چوری کرتے پکڑے گئے تھے... یا کم از کم یہ منظر دیکھ کر ان سب کو یہی لگ رہا تھا۔

وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں بھی ایک طرف کو چھپ کر کھڑیں تھیں، بے بی

ان کو دیکھ کر ہی گھسیٹتی یہاں سے لے جانے لگی۔وحید صاحب افسوس سے بجلی اور روشن بھٹی کو دیکھ رہے تھے۔بجلی نے وضاحت میں کہنا چاہا۔

"وحید بھائی...جیسا آپ think کر رہے ہیں...ویسا some (کچھ) نہیں..." بجلی ناچاہتے ہوئے خاموش ہو گئی...وہ اس سارے معاملے میں مینو کی وجہ سے پھنسی تھی مگر اب مینو نہ بتانے کیلیئے اس کی منت کر رہی تھی...اشاروں میں...اس لئے اسے خاموش ہو کر فی الحال یہ الزام اپنے سر لینا پڑا...

مگر اسی پل جب داخلی دروازے پہ جابر ایک انجان لڑکی کے ساتھ آ تادکھائی دیا تو سب بجلی اور روشن بھٹی کو چھوڑ اب جابر اور اس کے لائے نئے کارنامے کو دیکھ ششدر رہ گئے...

ایک ہی دن میں اتنا سب کچھ...سب کے سر چکرا کر رہ گئے تھے...

☆...☆...☆

وہ منہ بسورے مینو کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔

”میں نے کبھی اتنی insult(ذلت) کو face نہیں کیا مینو جتنا مجھے آج کی night تمہاری وجہ سے face کرنا پڑی۔“ وہ ٹشو کے ڈبے سے بار بار ٹشو نکال کر اس سے نہ دکھنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے بھین بھین کرتی رو رہی تھی۔

مینو نے دلاسے کیلئے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

”بجلی! اب رونا بھی بند کرو... جو ہو گیا بھول جاؤ۔“ وہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

”صرف تمہاری وجہ سے میں silent ہوں... ورنہ میں اسی time ہی سب کو بتا دیتی کہ یہ سب کچھ میں نے you(تمہاری) کی وجہ سے کیا تھا۔“ وہ روتے ہوئے ناک بھی صاف کر رہی تھی۔

”آئے ہائے چپ کر!“ مینو گڑبڑا کر بولی۔ ”کوئی سن لے گا۔“

”listen کرتا ہے تو بھلی کرے۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔ ”ویسے مینو تم نے

good نہیں کیا میرے ساتھ! اتنے years کی respect تم نے میری damage کر دی، وہ بھی ان خبیثوں کے لئے جو sale, eat (بیچ کھائیں گے) جائیں گے تم لوگوں کو۔"

"کیا کروں بجلی... میں بھی تو کتنی بے بس ہوں۔" مینو لاچاری سے بولی۔

"کل مایوں کی تقریب خراب ہو گئی... پھر جورات بدمزگی ہوئی ان کے داماد کے ساتھ... اس لئے سوچا کہ ان کو چھپ چھپا کے سونے اور قیمتی تحفے دوں گی تو کیا پتا ان کا دل صاف ہو جائے اور وہ مہندی میں شرکت کرلیں، مگر جب اسفند نے کہا کہ لڑکے والے آرہے ہیں تو مجھے لگا تم اس پلان پر کام نہیں کرو گی مگر تمہاری ایک بے احتیاطی نے ساری گیم ہی پلٹ دی۔"

"ہاں جیسے میں نے جان بوجھ کر خود کو چور ثابت کروایا ناں سب کے سامنے؟" بجلی منہ بگاڑ کر بولی۔

صبح جو کمرے میں بحث ہوئی، اس کے بعد مینو کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئی

تھی۔اسی پریشانی میں اس نے بجلی کو کوریڈور میں اس پلان کے بابت تفصیل سے بتا دیا تھا۔

"مہندی میں جب سب مصروف ہوں گے تو تم،زلو کے ابا کے ساتھ جا کر دلہے والوں کو یہ تحفے بھی دینا،اور مہندی میں آنے کی دعوت بھی دینا۔"

یہ سب سنتے ہی بجلی نے جانے سے صاف انکار کیا۔"no بابا no...!مجھ سے can't ہو گا۔"

"دیکھو بجلی...زندگی میں پہلی بار میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں دوست ہونے کے ناطے...کیا تم میرے لئے اتنا سا کام نہیں کر سکتی...؟"

"اب دیکھو تم emotional blackmailing کر رہی ہو۔"بجلی نے نروٹھے انداز میں کہا تو مینو نے کہا۔

"یہاں سب سے زیادہ میں تم پہ بھروسہ کرتی ہوں...اور یہ بات تم بخوبی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جانتی ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" بجلی ہاتھ اٹھاتے بولی۔ "look... میں ان لڑکوں والے کے ناز نخرے pick (اٹھانے) کرنے کے سخت Against (خلاف) ہوں لیکن پھر بھی میں یہ work (کام) ضرور کروں گی... مگر بدلے میں تمہیں بھی مجھ سے ایک Pinky Promise (وعدہ) کرنا ہو گا۔"

"Pinky Promise؟" مینو نے پوچھا تو بجلی نے اپنے دماغ کے گھوڑے چلانے شروع کئے۔

"اسفند کا زلو کیلئے ہاتھ مانگ لوں گی۔" بجلی نے سوچا اور مینو سے کہا۔
"Firstly (پہلے) میں تمہارا Work نبٹا لوں پھر تسلی سے اس بارے میں تم سے Talk کروں گی۔"

"ٹھیک ہے... وعدہ ہے... تم جو مانگو گی... میں تمہیں دوں گی۔" مینو نے کہا تو بجلی کو اطمینان ہوا۔

ایک تو مینو بجلی کو سمجھتی تھی، اور اس کی اچھی رازدار بھی تھی، اس لئے وہ کچھ سونے کی چیزیں اور قیمتی تحفے جیسے گھڑی، لیپ ٹاپ، موبائل اور کچھ کپڑے، گہنے وغیرہ اسے دے رہی ہے۔ وہ ساری چیزیں بجلی نے اسی کے کمرے میں چھپا کر رکھ لیں۔

شام کو روشن صاحب کو ڈرائنگ روم میں بلایا بھی اسی مقصد کیلئے گیا تھا۔

اب بجلی ہاتھوں میں ڈھیر سارا سامان اٹھائے چھپ چھپا کے جب مینو کے کمرے سے نکلی تو راہداری سنسان پڑی تھی۔ یقیناً سب اوپر ہی مصروف تھے۔ وہ دبے پاؤں مینو کے کمرے میں گھسی... سامان ایک جگہ سیٹ کیا اور زلو کے ابا کو فون کر کے یہاں بلایا۔ تین شفٹس میں تحفے تقسیم کئے۔ پہلے زلو کے ابا ٹو کرا گاڑی میں رکھ آئے... پھر بجلی اور زلو کے ابا ساتھ گئے... اب تیسری باری تھی جب وہ سامان اٹھا کر باہر نکلے تو اچانک بجلی چلی گئی، مگر حیرت طور پر چھت پر بجتا میوزک بڑی آسانی سے یہاں سنائی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں اندھیرے میں سائے جیسے معلوم ہوتے تھے جو چھپ چھپا کے وہ سامان گاڑی میں رکھنے کی نیت سے جا رہے تھے مگر اچانک کچھ ان کے پیروں میں لپٹا جس سے وہ لڑکھڑا کر سیڑھیوں سے گرتے چلے گئے اور آواز سے ایک شور اٹھا اور سب یہاں آدھمکے۔ جب تک وہ دونوں سنبھلتے، لائٹس آن کر دیں گئیں تو روشنیوں کا سیلاب ان کی آنکھوں کو چندھیا گیا اور بجلی اور زلو کے ابا ایسی حالت میں ملے جیسے چوری کر رہے ہوں... جبکہ تصویر اس کے بالکل بر خلاف تھی۔

کبھی کبھی موجودہِ صورتحال کو دیکھ کر جو بات آپ اخذ کر رہے ہوتے ہیں، درحقیقت ویسا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی نگاہ جو دیکھتی ہے اور اخذ کرتی ہے ویسا کچھ نہیں ہوتا۔

اتنا سونا اور قیمتی سامان ان کے پاس دیکھ کر... وہ بھی اس پہر... یقیناً وہ ڈاکو لٹیرے لگ رہے تھے۔ اب بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہیں تھیں۔ بجلی اور زلو کے ابا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس ساری سچوئیشن کو کیسے ہینڈل کریں۔ کیونکہ

ایک بہت بڑی غلط فہمی میں وہ پھنس چکے تھے۔ مینو نے اشاروں سے ہی بجلی کو راز فاش کرنے سے روکا ہوا تھا... اور بجلی ناچاہتے ہوئے بھی اس کا راز دل میں دبا کر ساری نظریں برداشت کر رہی تھی۔

"میں نے بہت بڑا الزام اپنے سر لیا ہے مینو!" بجلی اپنا دکھڑا رو رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں بجلی... اور میں مانتی بھی ہوں دل سے۔" مینو نے صدق دل سے کہا تھا۔ "مہمانوں سے گھر بھرا ہوا ہے تو بہتر ہے ہم اس پہ کل بات کریں۔"

وہ کہہ کر اب باہر نکلنے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆...☆...☆

دلہن بنی سجی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ جابر نے اس کے ہاتھ پہ مہندی لگائی تو وہ ہنستی مسکراتی اس لڑکی کو دیکھنے لگی جس کا چہرہ بڑا شناسا تھا۔ "عائشہ تم...؟

"

وہ بے یقینی سے اسے دیکھ کر بولی۔ایسے جیسے وہ اس کو یہاں متوقع نہ کر رہی ہو۔عائشہ مسکراتے ہوئے بولی۔"واہ! تمہیں میں یاد ہوں... حیرت ہے!" عائشہ نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پہ رکھے پتے پہ مہندی لگاتے کہا۔

"ظاہر ہے... تم نے اسکول میں میرا جینا حرام کر رکھا تھا...اور تم ایسے...یوں اچانک..." وہ جیسے کوئی پزل فٹ کرنے لگی اور شاید وہ پزل فٹ کر چکی تھی۔"...اچھا تو جابر کی کولیگ تم ہو؟" وہ تو صبح سے ہی جانتی تھی کہ جابر کسی لڑکی کو لانے والا ہے مگر وہ عائشہ جمال ہو گی...اسے بالکل اس چیز کا اندازہ نہ تھا۔

"اسکول میں ہم ذرا بے وقوف اور جذباتی ہوتے ہیں...اس لئے معاف کر دینا...اب تمہارا جینا حرام نہیں کروں گی۔" عائشہ نے مسکرا کر کہا اور ہاتھ میں پکڑا تحفہ اس کی طرف بڑھایا۔ سجل کے ساتھ بیٹھی امل نے فوراً سے وہ تحفہ تھاما جبکہ سجل نے شکریہ کہتے ہوئے مسکرا کر اس کی بات پر یقین کی مہر ثبت کی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

سب ہی سوچیں تھیں۔ بہت سے خیالات تھے۔ کئی رنگ بکھرے پڑے تھے چاروں سمت، لیکن ان سب کا محور بس وہ تھی۔ خیال کا ہر پہلو فقط اس سے نکلتا تھا اور اسی پر ختم ہو جاتا تھا۔ دل اس ایک خیال کے طواف میں پہروں گزار دیتا تھا اور تھکتا نہ تھا اور وہ اس معاملے میں جیسے بالکل بے یار و مددگار تھا۔ بے اختیاری حد سے سوا تھی۔

سارا ماحول اس وقت اس کے زیر اثر تھا۔ اس کے رنگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر سمت اسی کا جادو پھیلا ہوا تھا اور وہ خود میں گم تھی، اپنے آپ میں مگن تھی۔ فرجاد قریشی کی نگاہ اس منظر کی گرفت میں تھی، جہاں وہ دلہن بنی، بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

لڑکے والوں کی آمد تاخیر کا شکار تھی... اس لئے رسمِ حنا شروع کر دی گئی تھی۔ جابر، اپنی کولیگ عائشہ جمال کو ہر کسی سے متعارف کروا رہا تھا۔ بجلی بھڑ بھڑ

جل رہی تھی۔ اگر اس کی نظر اسفند پر نہ ہوتی تو وہ زلو کا رشتہ ضرور جابر سے کرتی... کیونکہ اسفند کے بعد وہی خاندان کا ایک قابل لڑکا بچا تھا مگر یہ بھی ہاتھ سے پھسل چکا تھا۔ ہاں ناں... ورنہ کوئی ایسے ہی منہ اٹھا کر کسی غیر کو اپنوں کی شادی میں لاتا ہے؟ وہ منہ بنا کر ادھر ادھر پھر رہی تھی۔

ایک طرف شانزے بڑی ہی چاہ سے اپنی نظریں بجلی پر گاڑھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ محسوس ہوتا تھا جیسے دوپٹے میں اس نے کوئی چیز چھپا کر رکھی تھی۔ یقیناً یہ پھر کوئی نئی شرارت تھی جو ان کے گینگ نے ترتیب دی تھی۔ شانزے پلان کے مطابق بڑی دیر سے بجلی کے پاس آنے کا انتظار کر رہی تھی مگر بجلی تھی کہ اس طرف آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

یہیں پاس وہ تینوں بے وقوف لڑکیاں منہ بنا کر اس ماحول سے بالکل ہی کٹی ہوئی معلوم ہو رہیں تھیں۔ اچھی خاصی ڈانٹ جو کھائی تھی، مگر بچت ہو گئی کہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہاں اصل میں ہوا کیا تھا... ابھی بے بی تفصیلات میں نہ گئی تھی

اس لئے بھی شاید بچت ہو گئی تھی۔

بجلی بھی مسلسل اپنی آنکھیں مٹکا مٹکا کر سوچ رہی تھی کہ آخر عین وقت پہ لائٹس بند کس نے کی تھیں؟ اور کس نے سیڑھیوں پر رسہ باندھا تھا جس سے لڑکھڑا کر وہ سیڑھیوں پہ سلائیڈ کھاتے ہوئے گری تھی... سامان سمیت!

"ہائے... بڑا درد ہو رہا ہے..."

فوراً درد کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تو اس نے بیٹھنے کیلئے کرسی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ وہاں ایک پلاسٹک کی کرسی دکھائی دی۔ وہ اس طرف آنے لگی۔ شانزے چوکنا ہوئی۔ بجلی منہ بناتی کرسی کے قریب آ چکی تھی، ابھی اس کی نظر ہٹی کہ در گھٹنا گھٹی!

شانزے نے جلدی سے صمد بونڈ نکال کر کرسی پہ گرائی اور اسی وقت بجلی اس پہ تشریف رکھ کر بیٹھ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شانزے بچی ہوئی صمد بونڈ واپس دوپٹے میں لپیٹ کر یہاں سے غائب ہوئی تھی۔

فاصلے پر کھڑے حاشر نے شانزے کو thumbs up کا اشارہ دیتے کہا تھا۔"اب مزہ آئے گا!"

☆...☆...☆

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔وحید صاحب کو احساس ہو چکا تھا کہ اب لڑکے والوں کی آمد نہیں ہوگی۔اس لئے انہوں نے خود ہی لڑکے والوں کو فون کرنے کا سوچا۔

اور جب انہوں نے فون کیا تو ساری حقیقت کھل کر جوان کے سامنے آئی...انہوں نے بمشکل اس کو برداشت کیا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا اسفند!"

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

رسم حنا کیلئے بجلی کو بلوایا گیا تو وہ اپنی نشست سے اٹھی اور کرسی اس کی تشریف سے چپکی، بطخ کی تشریف کی طرح ٹئوں ٹئوں کرتی بجلی کے پیچھے آ رہی تھی جس سے وہ بالکل ہی بے خبر تھی۔ وہ جہاں کہیں سے گزری سب مہمان ہنس ہنس کر نڈھال ہوئے۔ مینو نے سر پیٹا۔ ”بس اسی تماشے کی کمی تھی۔“

جلدی ہی بجلی پر اس مذاق کا انکشاف ہوا اور اس کا پورا وجود زمین میں گڑتے گڑتے رہ گیا۔ زلو نے ماں کے وجود سے چپکی کرسی کو پکڑ کر کھینچا تو بجلی بھی ساتھ ہی کھنچی چلی گئی۔ ایک دو کوشش کے بعد جا کر بجلی کو رہائی نصیب ہوئی... ہاں البتہ وہ نفیس سی گولڈ رنگ کی ساڑھی پھٹ ضرور گئی تھی۔

آج بجلی کیلئے بہت برا دن تھا۔

☆...☆...☆

کھانا لگوایا جا رہا تھا۔ مہمان بڑے مہذب طریقے سے کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ لڑکے والوں کے آنے کی امید اب ختم ہو چکی تھی پھر بھی مہمانوں کو جیسے تیسے کھانا کھلا کر، بہانوں سے بھلا پھسلا کر خصت کر دیا گیا تھا۔ مہندی کی ایک بہت بڑی تقریب جیسے تیسے نبٹ گئی تھی۔ مینو نے شکر ادا کیا۔

لڑکے لڑکیاں اب آپس میں ہنسی مذاق کرتے، گانے چلا کر ڈانس کر رہے تھے۔

اپنی مستیوں میں مگن...

اس بات سے بے خبر کہ ایک نیا طوفان ان کی خوشیوں کو بہا کر لے جانے کیلئے منہ کھولے کھڑا تھا۔

انہی مستیوں میں جب وحید صاحب تھکے قدم کے ساتھ آتے دکھائی دیئے تو وہ سب اپنی اپنی جگہ جامد ہو گئے۔

دل کو دھڑکا لگا... یقیناً کچھ غلط ہونے والا ہے یا غلط ہو چکا ہے...

وہ چلتے ہوئے اسفند کے سامنے آئے۔

سب ان کو دیکھ رہے تھے... وحید صاحب نے اسفند سے براہ راست پوچھا۔ ''تم جانتے تھے ناں کہ لڑکے والے نہیں آئیں گے۔''

''جی بابا!'' وہ بولا تو وحید صاحب کے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا، مگر وہ ضبط کرتے ہوئے بولے۔

''دل تو چاہ رہا ہے تمہارے منہ پہ تھپڑ مار کر تمہارا منہ توڑ دوں مگر ایک باپ اتنے بڑے بیٹے کو تھپڑ مارتے اچھا نہیں لگے گا۔''

وہ بولے تو مینو نے پوچھا۔

''ہوا کیا ہے؟''

''تمہاری بیٹی کی شادی نہیں ہو رہی...''

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”مگر کیوں...؟“مینو نے حیرت سے پوچھا۔

”کیونکہ عبداللہ نے آج ہی کسی اور سے نکاح پڑھوالیا ہے۔ جیسے میں نے کسی اور کو ٹھکرا کر تم سے شادی کی تھی...ایسے ہی کسی نے میری بیٹی کو ٹھکرا کر کسی اور کو اپنالیا ہے۔“

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com